

وهو العلی العظیم

کلیات

جلد پنجم

(منقبت)

میر احمد نوید

## کرم یا فاطمہؑ

خاص زہراً کا عطیہ ہے یہ پروازِ نوید  
 پر یہ آتی ہے بلندی پر کے جل جانے کے بعد

اللہ رے نوید کی پرواز الامان  
 تکتے ہیں جبرئیلؑ بھی جس کی اڑان کو

## کرم یا علیؑ

علیؑ نے میرے کاسے میں فقیری ڈال دی جس دم  
 نوید اُس دم مرے دل پر گھلا دستِ خدا کیا ہے

حیدریم قلندر مستم  
 بندہ مرضیٰ علیٰ ہستم  
 پیشوائے تمام رندانم  
 کہ سگ کوئے شیر یزدانم  
 من بغیر از علیٰ نہ دانستم  
 علیٰ اللہ از ازل گفتم  
 لعل شہباز قلندر کبریا

دل سیر ہے گدائے جناب امیر کا  
 خالی کبھی رہا نہیں کاسہ فقیر کا  
 میر بے علیٰ انیس

ہر ان کتاب خالی ذکرِ علیؑ بود  
لعنت بر ان کتابے و صاحب کتاب را  
لعل شہباز قلندرؒ کبریا

دعا نگاہ

سخی لعل شہباز قلندر گبریا

اور

سید سخی باوا کریم صد حسین جلالی قلندری بخاری ہاشمی القرشی

اسی کرم نے مجھے مست کر دیا ہے نوید  
کرم جو حال پہ میرے صد حسین کا ہے

انتساب

اپنے والد بزرگوار عبد شب زندہ دار

سید غلام الثقلین جعفری

اور

اپنی والدہ ماجدہ

سیدہ بیگم زیدی کے نام

## فہرست

- 14 یارب مجھے ازل کا دہینہ قرار دے 01
- 15 نہ ”ہے“ کی بات تھی کوئی نہ تھی ”نہیں“ کی بات 02
- 16 علیؑ کے باب میں ”ہے“ یا ”نہیں“ ہے جناب 03
- 17 گلی گلی ہمیں جانا علیؑ علیؑ کرنا 04
- 18 زمیں زمیں زماں زماں مکاں مکاں گلی گلی 05
- 19 کہو ڈھونڈو میں اُس کو کیا بن کر 06
- 20 اٹھا ہے جب بھی کسی دل میں آگہی کا سوال 07
- 21 نہ پوچھ مجھ سے کہ کس میں ہے مجھ علیؑ کا فسوں 08
- 22 مجھے تو نور کا ہر سلسلہ علیؑ سے ملا 09
- 24 مجھ کو سب کچھ عطا علیؑ نے کیا 10
- 26 وجود علیؑ کو دیا ”لا“ بنا لیا خود کو 11
- 28 خدا سوال کا سبب جو اب کی شراب علیؑ 12
- 30 علیؑ خدا کی ہے ”میں“ اور علیؑ کا ”تو“ ہے خدا 13
- 32 کوئی دلیل لائی نہ اُس کی کوئی سند، مدد یا علیؑ مدد 14
- 33 آج تک کوئی سمجھا کہاں اے علیؑ تیری تنہائیاں 15

- 35 ڈھونڈے سے کب کسی کو ملا ہے علیؑ کا راز 16
- 36 مقامِ مستی ہے یہ ہوش سے گزرنا تم 17
- 38 ہر بات میں خدا کے چھپی ہے علیؑ کی بات 18
- 40 مرے وجود پہ اتنا ہی بس کھلا ہے علی 19
- 41 ”نہیں“ میں ”لا“ تھا نہاں ”لا“ میں تھا خدا کا وجود 20
- 42 مستی میں یا علیؑ کی صدا خود بہ خود ہوئی 21
- 43 سجدہ علیؑ کے در کا عبادت خدا کی ہے 22
- 44 علیؑ سے ملتی ہے ہر حال میں خدا کی تلاش 23
- 46 علیؑ کو سجدہ کیا جس نے وہ جبیں بھی علی 24
- 47 علیؑ سے میں نے علیؑ کا ادھر سوال کیا 25
- 48 نقاب جس کا ہے ”لا“ وہ رُخ ”الہ“ علی 26
- 49 علیؑ کو دیکھا خدا کو دیکھا خدا کو دیکھا علیؑ کو دیکھا 27
- 50 امر ہے گُن ہے مشیت ہے ارادہ ہے علی 28
- 51 میں اپنے آپ سے نکلا علیؑ علیؑ کرتے 29
- 52 پیدا یہ جسم و روح میں رشتہ علیؑ سے ہے 30
- 54 صفات و ذات کا ملنا علیؑ کا ملنا ہے 31

- 56 نہ کچھ اس کے سوا سمجھانہ کچھ اس کے سوا جانا 32
- 57 خدا کے نظر آتا اگر نہ ہوتے علی 33
- 59 جب انتہا نے بھی پائی نہ ابتداء علی 34
- 60 نہیں کچھ آخرو اول نہیں علی کے بغیر 35
- 61 خدا کا ذکر جو نکلا علی کا ذکر کیا 36
- 62 خدا کا کوئی بھی محور نہیں سوائے علی 37
- 63 جو کہوں میں جلال ہو کہو میرے ساتھ علی علی 38
- 64 علی کا ہا ہے خدا اور خدا کی ہو ہے علی 39
- 65 علی حضور خدا ہے خدا غیب علی 40
- 67 مجھ سے بے در کو در شاہ نجف کیا مل گیا 41
- 69 نام خدا جہاں پہ حکومت علی کی ہے 42
- 71 مجھے علی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا 43
- 72 خدا نے اپنے لیے آسنہ علی کو کیا 44
- 73 ملا وجود کا سرا کہ مل گئے مجھے علی 45
- 74 جو خدا کا نام لے گا وہ علی علی کرے گا 46
- 75 دل پر نہ اپنے بوجھ تو اے نشنہ کام لے مولا کا نام لے 47



- 77 جب ابتدا علیؑ ہے جب انتہا علیؑ ہے 48
- 78 خدا سے لے کے اجازت خدا کی محفل میں 49
- 79 فرصت قلندرانہ ریاضت سے کم نہیں 50
- 80 علیؑ کے لب پر خدا و اکبر خدا کے لب پر علیؑ و اکبر 51
- 81 حیدر سے اذن لا جو ہو داور کو دیکھنا 52
- 82 لا الہ کا دل لا الہ کی جاں شہنشاہ علیؑ بادشاہ علی 53
- 83 علیؑ کی حقیقت حقیقت خدا کی خدا کی حقیقت حقیقت علیؑ کی 54
- 85 یہ تیرا جلوہ اٹھے تو کیسے، اٹھے تو کیسے حجاب تیرا 55
- 86 اپنے اشہد سے جو مشہود بناتا ہے علیؑ ہوتا ہے 56
- 87 جو مست کر کے الستی سے سرفراز کرے 57
- 88 خدا ہے یا کہ عبادت ہے یا کہ بندہ ہے 58
- 89 امر کو گن تو مشیت کو ارادہ کر دے 59
- 90 پرے ہے وہ گمان سے یقین سے وہ بلند ہے 60
- 91 علیؑ سے پہلے علیؑ ہے علیؑ کے بعد علیؑ 61
- 92 یہ غیب جس کا ہے سجدہ ہے وہ حضور علی 62
- 93 خودی نے جانے کس بے خودی کو سجدہ کیا 63

- 94 ہے مراد علی علی ہے مری جاں علی علی 64
- 95 علی علی تھا علی علی ہے کہیں سے پہلے کہاں سے پہلے 65
- 96 کہو یہ بھی مت وہ خدا نہیں کہو یہ بھی مت کہ خدا ہے وہ 66
- 97 جو کہوں حقیقتِ وہم تو نہ گماں کہو نہ یقین کہو 67
- 98 نہ خدا ہے وہ نہ خدا نہیں علی حق ہے بس اُسے حق کہو 68
- 99 نہ گماں لگے نہ یقین لگے کبھی آں لگے کبھی ایں لگے 69
- 100 یا علی غیر کا شرمندہ احساں ہونا 70
- 102 لا سے تا بہ الہ رونما آپ ہیں یا علی یا علی یا علی 71
- 103 کسی بھی ”میں“ کسی ”تو“ سے نہ ہو سکا ممکن 72
- 104 ہماری انگشتِ بندگی میں علی کے موتی جڑے ہوئے ہیں 73
- 105 مستور جس میں ”تو“ ہے وہ پردہ علی کا ہے 74
- 106 علی خدا کا دیا ہے علی خودی کا چراغ 75
- 107 ہے صدا علی کی پس صدا تو یقین کر ترے ساتھ ہوں 76
- 108 میری طرح خدا بھی سوالی علی کا ہے 77
- 109 کونین میں جو کچھ ہے وہ حیدر کے لیے ہے 78
- 110 وہی جو ذہنِ بشر میں اب تک سوال سا ہے وہی علی ہے 79

- جلد پنجم
- 112 ہے میری حمد محمد مری ثنا ہے علی 80
- 113 تراظہور سراپا علی ولی کا ہے 81
- 115 میں جب لکھوں یہی لکھوں مولائے کائنات 82
- 117 کیا غلط ہے جو کہوں میں کہ خدا تجھ سے ہے 83
- 119 میں دھوپ میں ہوں میرے مولاً مجھے سائے میں آ کر لے جائیں 84
- 121 جس چہرے میں اللہ کی صورت نظر آئی 85
- 123 گر رخ مرتضیٰ کو دیکھ لیا 86
- 125 اپنے لئے خدا نے تراشا علی کا نام 87
- 126 وجود کا اُسے اپنے سرا نہیں ملتا 88
- 128 میں ہر اک ابتداء کی انتہاء مولاً سے لیتا ہوں 89
- 129 جو خدا کی طرح لگے خدا کوئی اور ہو تو بتا مجھے 90
- 130 کا سہ خودی مولاً سکہ خدا مولاً 91
- 132 مجرعی جو خدا سے ملتا ہے 92
- 134 دیکھنا ہے گر عرش کا منظر یا علی ورد وظیفہ کر 93
- 136 تو خدا خودی کا ہے سر نہاں یا علی یا علی یا علی یا علی 94
- 138 شکست کو جو ارادے سے توڑ دے وہ علی 95

- 140 تو خدا جیسا ہے یا تو ہے خدا کس سے کہیں 96
- 142 خدا سے میں نے علیؑ کو جدا کبھی نہ کیا 97
- 143 مری زباں میں اسے کہتے ہیں امامِ مبین 98
- 144 کعبہ ہے ترا سجدہ قبلہ ہے ترا سجدہ 99
- 145 ہے بلند تو ہے صبور تو 100
- 151 ھُو 101
- 157 ورد 102
- 160 خطبۃ البیان 103
- 166 خدا خدا علیؑ علیؑ علیؑ خدا خدا 104
- 172 مولا مولا کیا مولا مولا کیا 105
- 176 یاد سے یاد ہے یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ 106
- 179 دستِ خدا ہاتھ آیا ہے 107
- 180 علیؑ ولی کا ظہور 108
- 183 غدیر 109
- 185 یہ کیا ماجرا ہے یہ کیا ماجرا ہے 110
- 189 ”ملا ہے سجدے میں“ 111

190	بالفعل علی ہے	112
191	سجدہ کم ہے	113
192	دل و نظر کی گرہ کھولنا سکھایا ہے	114
194	نہ وہ خدا ہے نہ بندہ ہے کیا نہ کیونکر ہے	115
196	ہے یہ اللہ کا پیغامِ علی وارث ہے	116
198	ختم ہو گیا کارِ انبیا آگئی غدیر	117
200	حجابِ رُخ سے اُٹھانے غدیر آئی ہے	118
202	تشنہ تھا میں نے کی جو صدا یا علی مدد	119
204	میں ہوں فقیر میری صدا یا علی مدد	120
207	حاصلِ آگہی جب خدا رہ گیا	121
208	نعمتِ کون و مکاں مالکِ اشتر کی نیاز	122

یارب مجھے ازل کا دُفینہ قرار دے  
انگُشترِ علیٰ کا گنکینہ قرار دے

اظہارِ جس کی ”میں“ سے ہوا ”تُو“ کے نُور کا  
میرا خمیر اُس کا پسینہ قرار دے

مجھ سے گزر کے خلقِ خدا کو ملے علیٰ  
بامِ الست کا مجھے زینہ قرار دے

جس علم میں کہ نقطہٴ باہے چُھپا ہوا  
عاجز کے قلب کو وہ خزنینہ قرار دے

جس دل میں تُو سما سکے وہ دل ہو میرا دل  
جو عشق سے بھرا ہو وہ سینہ قرار دے

نہ ”ہے“ کی بات تھی کوئی نہ تھی ”نہیں“ کی بات  
 علیٰ تو جب سے ہے رب جب نہ ذات تھی نہ صفات

کہ جب نہیں بھی نہیں تھا نہ تھے وجود و عدم  
 کہ جب ہوئی بھی نہ تھی عالم تضاد کی بات

نہ تھے زمان و مکاں اور نہ تھے خفی و جلی  
 نہ وقت تھا نہ زمانہ نہ گن نہ موجودات

کہاں سے لائیں گے حد میں اُسے حدوث و قدیم  
 کہ جب ہوئی نہ بنائی گئی خدا کی ذات

مری ”نہیں“ بھی اگر میری ”ہے“ سے ہے مشروط  
 تو مجھ پہ کیسے گھلے ”ہے“ سے ماورا ہے جو ذات

## O

علیٰ کے باب میں ”ہے“ یا ”نہیں“ نہیں ہے جناب  
 ”نہیں“ ہے کفر کا باب اور ”ہے“ ہے شرک کا باب

یہ سوچنا وہ خدا ہے کہ وہ نہیں ہے خدا  
 ترے شمار و عدد سے ہے ماورا یہ حساب

علیٰ کلام ہے یعنی کلام ہے نقطہ  
 کھلایہ مجھ پہ جو میں نے پڑھی وہ لوح کتاب

کھلایہ مجھ پہ کہ مستی ہے انتہائے ہوش  
 جو میں نے جامِ قلندر سے پی ولا کی شراب

جو ہاتھ اٹھے تھے طلب کو وہ جڑ گئے یعنی  
 سوال میں نہ سمائی ترے جواب کی تاب



گلی گلی ہمیں جانا علی علی کرنا  
کہیں بھی کرنا ٹھکانا علی علی کرنا

ہمیں اندھیرے سے کیا ہے کہ یہ رہے نہ رہے  
ہمیں چراغ جلانا علی علی کرنا

ہمیں غرض ہی نہیں ہے کوئی سُنے نہ سُنے  
ہمیں تو سنکھ بجانا علی علی کرنا

نکل کے ماضی و فردا و حال سے باہر  
بھلے ہو کوئی زمانہ علی علی کرنا

خوش آ گیا ہے جہاں کو قلندرانہ مزاج  
ہمارا وجد میں آنا علی علی کرنا



زمیں زمیں زماں زماں مکاں مکاں گلی گلی  
خدا کو ڈھونڈتا تھا میں کہ مل گئے مجھے علیؑ

صفت خفی کی ہے جلی، جلی کی ذات ہے خفی  
خدا ہے ذات علیؑ صفت خدا خفی علیؑ جلی

صفت سے آگے جائے کون کہ تابِ ذات لائے کون  
علیؑ پہ آکے رک گئی خدا کی بات جب چلی

”نہیں“ ”میں“ ”ہے“ ”نہیں“ ہے کیا کہ ”ہے“ ”میں“ کیا ”نہیں“ ”نہیں“  
”سو“ ”ہے“ سے پہلے ہے علیؑ ”نہیں“ سے پہلے ہے علیؑ

جو یہ ملیں تو بندگی نہ مل سکیں تو کافری  
نفس کا اک سرا خودی نفس کا اک سرا علیؑ

## O

کہو ڈھونڈوں میں اُس کو کیا بن کر  
ہے جو موجود شے میں ”لا“ بن کر

جو خدا کو خدا بناتا ہو  
کیا کرے گا وہ خود خدا بن کر

ہے اگرچہ بنائے اللہ  
رہتا ہے بندۂ خدا بن کر

خود میں گم کر کے ابتدا کا سرا  
چھپ گیا ہے وہ انتہا بن کر

اُس کے چہرے میں ہے ہر اک چہرہ  
وہ جو اترا ہے آئینہ بن کر



اٹھا ہے جب بھی کسی دل میں آگہی کا سوال  
تو بن گیا ہے خدا خود بہ خود علیؑ کا سوال

سرا اگر نہیں دیتا نہ دے یقین تو دے  
کہاں ہے تُو کہ یہ ہے میری زندگی کا سوال

علیؑ جواب ہے جس کا ہے وہ سوال خدا  
خفی سے کر کے تو دیکھو کبھی جلی کا سوال

مرے وجود پہ اک بے خودی ہوئی طاری  
علیؑ سے میں نے کیا جس گھڑی خودی کا سوال

نہ درمیان میں ”میں“ تھا نہ درمیان میں ”تُو“  
علیؑ سے میں نے کیا جس گھڑی علیؑ کا سوال

نہ پوچھ مجھ سے کہ کس میں ہے مجھ علیٰ کا فسوں  
فقیر مجھ سے ہے واللہ میں فقیر سے ہوں

یہ تیری راہ ہیں مجھ تک مرا مقام نہیں  
یہ عشق و مستی و عقل و خرد یہ جذب و جنوں

نہ ابتدا ہے مری اور نہ انتہا ہے مری  
نہ کوئی میرا دروں ہے نہ کوئی میرا بروں

مرا مقام کہاں اور ترا قیاس کہاں  
نہ یوں ہوں اور نہ ووں ہوں نہ جوں ہوں اور نہ توں

یہ معرفت ہے کہ تو خبطِ معرفت سے نکل  
نہ یوں ملوں گا تجھے اور تجھے ملوں گا نہ یوں



مجھے تو نور کا ہر سلسلہ علیؑ سے ملا  
نبیؑ علیؑ سے ملے اور خدا علیؑ سے ملا

علیؑ نہ ہوتے تو کس طرح خود کو پاتا میں  
جو سچ کہوں مجھے میرا پتا علیؑ سے ملا

وہ جس سبب عرفِ نفسہ کو پہنچا میں  
مرے وجود کو وہ آئینہ علیؑ سے ملا

وہ جس کی کو ہے وجود اور روشنی ہے شہود  
مجھے احد کا وہ روشن دیا علیؑ سے ملا

یہی کہوں گا علیؑ سے علیؑ ملے مجھ کو  
جو کوئی مجھ سے یہ پوچھے کہ کیا علیؑ سے ملا

کہاں پہ رکھتی سر اپنا جبین بے سجدہ  
مری جبیں کو درِ سیدہ علیؑ سے ملا

میں خود تراشتا اُس کو تو بس صنم ہوتا  
یہ شکر ہے مجھے میرا خدا علیؑ سے ملا

الست سے مری ہستی کو یومِ دین تک  
خدا گواہ کہ جو کچھ ملا علیؑ سے ملا

مری طرح نہ کوئی در بہ در ہواے مالک  
تجھے جو ڈھونڈے اُسے اے خدا علیؑ سے ملا

میں وہ فقیر ہوں سالک سے تا سلوک نوید  
کہ میں نے جو بھی لیا اور دیا علیؑ سے ملا

## O

مجھ کو سب کچھ عطا علی نے کیا  
 خاک تھا کیمیا علی نے کیا

یہ نہ پوچھو کہ کیا علی نے کیا  
 ہاں خدا کو خدا علی نے کیا

ہو کے ظاہر ’نہیں‘ میں ’ہے‘ کی طرح  
 پُر خدا کا خلا علی نے کیا

ان کے سجدے میں جھک گئی تھی نماز  
 تیغ سے مسح کیا علی نے کیا

ایک وحدت کو مل گئی کثرت  
 ایک دروازہ وا علی نے کیا



وہ جو ”میں“ بھی ہے اور ”تو“ بھی ہے  
خلق وہ آئینہ علیؑ نے کیا

گرد آلود ہر زمانے میں  
دیں کو پھر سے نیا علیؑ نے کیا

جو علیؑ نے کہا وہ ہو گیا گن  
یعنی جو کچھ کیا علیؑ نے کیا

درد جب بھی ہوا ہے دل میں نوید  
درد کو ہی دوا علیؑ نے کیا



وجودِ علیؑ کو دیا ”لا“ بنا لیا خود کو  
علیؑ میں جیسے خدا نے چھپا لیا خود کو

خود اپنی شکل میں ظاہر کیا علیؑ کا وجود  
علیؑ کو سامنے کر کے ہٹا لیا خود کو

کبھی خدا نے خدا سا کیا علیؑ کا وجود  
کبھی علیؑ سا خدا نے بنا لیا خود کو

علیؑ کی شکل میں پا کر وجود کعبے میں  
خود اپنے گھر میں خدا نے بسا لیا خود کو

رخِ علیؑ کو احد کا بنا کے آئینہ  
خود اپنے حُسن کا جلوہ دکھا لیا خود کو

ہر ایک شے کو کہا گلّ من علیہ فان  
علیٰ کے چہرے میں چہرہ بنالیا خود کو

دمِ الست سے بچھڑا ہوا تھا میں خود سے  
علیٰ کو پا کے لگا میں نے پالیا خود کو

ہوئی جو داد کی خواہش خدا سے مجھ کو نوید  
تو خود ہی کہہ کے قصیدہ سنا لیا خود کو



خدا سوال کا سبب جواب کی شراب علیؑ  
جو چہرہ خدا پہ ہے وہ نور کا نقاب علیؑ

علیؑ کی پشت پر ہے کون کسی کو کیا خبر ہے کون  
پس حجاب کیا کھلے کہ ہے سر حجاب علیؑ

نہ پوچھ یہ خدا ہے کیا یہ پوچھ کیا نہیں خدا  
”نہیں“ خدا کا ہے حجاب کہ ”ہے“ کی آب و تاب علیؑ

جو لا کا ہے وجود علیؑ خدا وجود کا ہے لا  
خدا شمارِ بے عدد احد کا ہے حساب علیؑ

کبھی قیام ہے ورا کبھی مقام ماورا  
جو سمٹے تو وہ نقطہ ہے کھلے تو ہے کتاب علیؑ

وہ تقویٰ ہے وہ فقر ہے وہ صبر ہے وہ شکر ہے  
جو شرک ہے نہ کفر ہے وہ عشق کی شراب علیؑ

شکست کو ارادے سے بدل کے رکھ دے فتح میں  
ہے رہ کعبہ کی قسم وہی تو کامیاب علیؑ

جو پوچھتا ہے تو نوید تو سن صدائے ھو نوید  
ترے ہر اک سوال کا بس ایک ہے جواب علیؑ

علیٰ خدا کی ہے ”میں“ اور علیٰ کا ”تُو“ ہے خدا  
 بہ ربِّ کُم کی ہے مے جس میں وہ سبُو ہے خدا

وہی جو ”ہے“ میں ”نہیں“ ہے وہی ”نہیں“ میں جو ”ہے“  
 وہی علیٰ ہے کبھو اور وہی کبھو ہے خدا

علیٰ خدا کی مشیت علیٰ خدا کی دلیل  
 علیٰ ہوں سامنے تو سمجھو رو بہ رو ہے خدا

خدا کو درمیاں رکھنا تھی اپنے اصل کی مثل  
 علیٰ کو ایسا بنایا کہ ہو بہ ہو ہے خدا

علیٰ کی شکل میں مجھ کو خدا ملا تو گھلا  
 کہ سو بہ سو ہے علیٰ اور سو بہ سو ہے خدا

یہ ہاؤہو کی ہے یکجائی عالمِ لاہوت  
علیٰ کو ہا جو کہوں میں تو سمجھو ہُو ہے خدا

اُسی کا کام ہے مخلوق کی خبر گیری  
علیٰ کے بھیس میں خلقت کا چارہ جو ہے خدا

مرا خدا اُسے ہر شرک سے بچائے نوید  
علیٰ کو پائے وہ جس جس کی جستجو ہے خدا

O

کوئی دلیل لائی نہ اُس کی کوئی سند، مدد یا علی مدد  
ہر اک دلیل سے ہوئی ہر اک دلیل رد، مدد یا علی مدد

اک صفر کے ہیں مثبت و منفی ادھر ادھر یہ صفر کیا ہے پر  
کیسے یہ صفر توڑے کہ عاجز ہے یہ خرد، مدد یا علی مدد

کیسا کہاں کا طاق تو کیسا کہاں کا جفت، ناگفتنی چہ گُفت  
دوڑے ہزار ہند سے پر لاسکے نہ حد، مدد یا علی مدد

تقسیم کیسی، ضرب ہے کیا، جمع کیا نفی، ہے ہر جلی خفی  
اک فرض پر حساب کھڑا ہے یہ صد بہ صد، مدد یا علی مدد

مثبت سے منفی، منفی سے مثبت ہوا جو رد، تھے صفر سب عدد  
خود ہی عدد کی بے عددی کھا گئی عدد، مدد یا علی مدد

اک حد پہ آ کے لوٹ گئی یا س سے خرد، اور لاسکی نہ حد  
بے کار ہو گئے مرے سب طول سب بلد، مدد یا علی مدد





آج تک کوئی سمجھا کہاں اے علیؑ تیری تنہائیاں  
اک فقط ہیں تری رازداں اے علیؑ تیری تنہائیاں

کس کو یارا کرے گفتگو گونجتی ہے یہاں صرف ھُو  
بولتی ہیں خدا کی زباں اے علیؑ تیری تنہائیاں

جگمگاتیں نہ توحید میں گرسماتیں نہ توحید میں  
آخرش پھر سمٹتیں کہاں اے علیؑ تیری تنہائیاں

ختم و آغاز کیسے کھلے رب کا انداز کیسے کھلے  
کبریائی کا رازِ نہاں اے علیؑ تیری تنہائیاں

ذاتِ شاہد میں مشہود میں ہاں وجود اور موجود میں  
کم سے کم ہے جو فصلِ کماں اے علیؑ تیری تنہائیاں

حسن سے دید کی عین تک جلوۂ قابِ توسین تک  
ہاں بس اک پردۂ درمیاں اے علیؑ تیری تنہائیاں

ابتداء، انتہاء، کبریا، انبیاء، اوصیاء، اولیاء  
سب ہیں چپ بولتیں ہیں جہاں اے علی تیری تنہائیاں

سرّ رازِ الف لام میم، ایلیا و علی و علیم  
غیب رس، غیب ہیں، غیب داں اے علی تیری تنہائیاں

کیسا کوئی سلام و کلام جب نہیں ہے جوابِ سلام  
اُف یہ توقیرِ علم الاماں اے علی تیری تنہائیاں

ہچکیاں اور یہ گریہ ترا یہ کنواں اور یہ گریہ ترا  
اے علی تیری تنہائیاں اے علی تیری تنہائیاں

رو رہی ہیں جو شام و سحرِ فاطمہ تیری تنہائی پر  
فاطمہ پر ہیں گریہ گناں اے علی تیری تنہائیاں

سوچتا ہے یہ اکثر نوید کھوجتا ہے یہ اکثر نوید  
ختم ہوتیں ہیں جا کر کہاں اے علی تیری تنہائیاں

## O

ڈھونڈے سے کب کسی کو ملا ہے علیؑ کا راز  
اک مست ہے کہ جس پہ گھلا ہے علیؑ کا راز

پھر کھول لے یہ راز اگر تجھ سے گھل سکے  
اتنا تجھے بتادوں خدا ہے علیؑ کا راز

یعنی علیؑ ہے جس میں کہ مستور ہے خدا  
یعنی ولی ہے جس میں چھپا ہے علیؑ کا راز

ہے رازِ امر، رازِ ارادہ، ہے رازِ گن  
یعنی ہر اک سرے کا سرا ہے علیؑ کا راز

یہ چل دیا فقیر کے پیچھے میں اے نوید  
یا میرے آگے آگے چلا ہے علیؑ کا راز



مقامِ مستی ہے یہ ہوش سے گزرنا تم  
علیٰ کو بھی نہ علیٰ کا شریک کرنا تم

علیٰ سے ملنے کو نکلے ہو تم تو یہ سن لو  
خدا پہ رُک نہیں جانا مگر گزرنا تم

ہزار دامِ خدا و خدائی آئیں گے  
علیٰ کی تہہ میں زرا دیکھ کر اترنا تم

جو چاہتے ہو اسے دیکھنا تو یہ سن لو  
جدھر ہو وہ نہ نظر اُس طرف کو کرنا تم

مجھے تو خود نہ نظر آ کے وہ نظر آیا  
کسی سے کیا کہوں کیا دیکھ کر گزرنا تم

قیامِ فقر ہے آرائشِ فقیر ہے یہ  
 علیٰ کا آنہ ہے دیکھ کر سنورنا تم

یہ جان لینا وہی صاحبِ جلال ہے بس  
 رحیم گر کہیں دیکھو تو خوف کرنا تم



ہر رمز میں خدا کے چھپی ہے علیؑ کی بات  
ذکرِ خدا چلا تو چلی ہے علیؑ کی بات

جس نے فقیر کو نہ سنا بولتے ہوئے  
پھر اُس نے کیا کسی سے سُنی ہے علیؑ کی بات

سجتی نہیں ہے اور کسی بھی زبان پر  
بس فقر کے لیے ہی بنی ہے علیؑ کی بات

دیکھ آیا عرش و فرش و زمان و مکاں کو میں  
بس فقر کے ہی پاس ملی ہے علیؑ کی بات

ظاہر اُسی فقیر سے ہوتا ہے ہر غیب  
جس نے بیان حال سے کی ہے علیؑ کی بات

آ کر جلی ہوئی ہے وجودِ فقیر میں  
 رمزِ خدا و رمزِ خفی ہے علیؑ کی بات

کہہ دیں فقیر و سالک و درویش و رند و مست  
 میری طرح کسی نے جو کی ہے علیؑ کی بات

معراج تک یہ ذکر تو پہنچا مگر بتا  
 ذکرِ خدا ہوا کہ ہوئی ہے علیؑ کی بات

کیوں پارہا ہے عرش پہ خود کو ہر اک ملنگ  
 کیا پھر کسی فقیر نے کی ہے علیؑ کی بات

آیا مجھے بھی ذکرِ خدا کا مزا نوید  
 جب سے مری زباں کو ملی ہے علیؑ کی بات



مرے وجود پہ اتنا ہی بس کھلا ہے علی  
خمیر جس کا خدا ہے وہ کیمیا ہے علی

نہیں ہے اس کے سوا کچھ جواب کی صورت  
سوال پر کیے جاؤں سوال کیا ہے علی

یہ خامشی و صدا سے گزر کے کھلتا ہے  
جو خامشی ہے، خدا ہے، جو ہے صدا ہے علی

ملا تو ہے کوئی مجھ کو مگر نہیں کھلتا  
خدا ملا ہے یہ مجھ کو کہ یہ ملا ہے علی

انہی سروں میں ہی موجود ہے کہیں تو حید  
جو اک سرا ہے خدا اور اک سرا ہے علی



”نہیں“ میں ”لا“ تھا نہاں ”لا“ میں تھا خدا کا وجود  
 علیؑ کے سجدے نے ظاہر کیا خدا کا وجود

میں کیا بتاؤں کہ موجودی علیؑ کیا ہے  
 جو ہو جدائے فنا و بقا خدا کا وجود

علیؑ کو سمجھا ہے کیا کوئی یہ ہے بعد کی بات  
 کسی کی عقل میں آیا ہے کیا خدا کا وجود

گھلے تو کیسے کہ آخر ہے کون کس کا حجاب  
 ہو خامشی جہاں سجدہ صدا خدا کا وجود

خدا میں مجھ کو ملا ہے علیؑ خفی و جلی  
 نصیر کو جو علیؑ میں ملا خدا کا وجود

مستی میں یا علیؑ کی صدا خود بہ خود ہوئی  
میں دردِ لا دوا تھا دوا خود بہ خود ہوئی

ظاہر علی سے نورِ خدا خود بہ خود ہوا  
ہر اک بقا علیؑ میں فنا خود بہ خود ہوئی

ہو دیکھنا تو دیکھ اُسے گُن کی آنکھ سے  
جس کی ادا خدا کی ادا خود بہ خود ہوئی

پوشیدہ رازِ خالقِ گُن میں ہے کائنات  
کیا خود بہ خود بنی ہے یہ کیا خود بہ خود ہوئی

گُن تک مجھے پہنچ کے دکھا ہے جو ہوش مند  
اک مست پر یہ راہ تو وا خود بہ خود ہوئی

سجدہ علیؑ کے در کا عبادت خدا کی ہے  
منہ دیکھنا علیؑ کا زیارت خدا کی ہے

اے کاش تم سمجھ سکو پردے میں رحم کے  
یہ قہر ہے خدا کا جلالت خدا کی ہے

ظاہر صفت ہے اس کا تو باطن ہے اس کا ذات  
پردے میں وہم کے یہ حقیقت خدا کی ہے

اس کے سوا نہیں ہے خدا کی کوئی دلیل  
حجت ہے یہ خدا کی یہ آیت خدا کی ہے

مجھ میں علیؑ سمایا تو مجھ پر گھلا نوید  
قامت علیؑ کی اصل میں قامت خدا کی ہے

علیٰ سے ملتی ہے ہر حال میں خدا کی تلاش  
کہ ہے ”الہ“ سے پہلے وجودِ ”لا“ کی تلاش

تو کیا ہے ذاتِ حقیقت ہے کیا صفت کا وجود  
اگر ہے حُسنِ علیٰ حیرتِ خدا کی تلاش

گزر کے حُسن سے حیرت ہے خوف سے جڑتی  
جب انتہا سے ملاتی ہے ابتدا کی تلاش

خدا کا نام ہے حیرتِ علیٰ کا نام ہے خوف  
تُو جان لے گا کرے گا جو کبریا کی تلاش

علیٰ حجاب و تعارفِ علیٰ دلیل و وجوب  
گھلایہ مجھ پہ جو کی میں نے ”کیا“ سے ”کیا“ کی تلاش

تو کیا تلاش کیا تو نے پھر خدا کا وجود  
جو تجھ سے مل نہ سکی آ کے خود خدا کی تلاش

علیٰ کی تجھ کو قسم پوچھ اویس قرنہ سے  
ہے کیا خدا کی تلاش اور مصطفیٰ کی تلاش

وہ لے گئی مجھے دربار میں علیٰ کے نوید  
ازل سے تھی جو سلونی کی اک صدا کی تلاش

علیٰ کو سجدہ کیا جس نے وہ جبیں بھی علیٰ  
خدا کے پردے میں ”ہے“ بھی علیٰ ”نہیں“ بھی علیٰ

خدا کا پردہ نہ تجھ سے اٹھا نہ مجھ سے اٹھا  
ترا گماں بھی علیٰ ہے مرا یقین بھی علیٰ

ہیں درمیان میں جس کے ہزار یومِ الست  
وہ اولیں بھی علیٰ ہے وہ آخریں بھی علیٰ

میں لا مکاں میں کسی لا مکیں کی ہوں صورت  
مرا مکاں بھی علیٰ ہے مرا مکیں بھی علیٰ

یہ عشقِ حُسن پہ جب مر مٹا تو اُس پہ کھلا  
کہ حُسن جس کی ہے مخلوق وہ حسیں بھی علیٰ

علیٰ سے میں نے علیٰ کا ادھر سوال کیا  
ادھر علیٰ نے مجھے مست و لازوال کیا

بنا کے رند عطا کر کے ساغرِ مستی  
خیالِ ہست سے بیگانہ خیال کیا

مجھے خبر نہ ہوئی عرضِ حال سے پہلے  
مرے علیٰ نے مجھے بے نیازِ حال کیا

ہماری مستی قلندرؒ سے پوچھ اے واحد  
کبھی تجھے بھی نہ ہم نے تری مثال کیا

نوید سب ہے یہ ننھیال دادھیال کا فیض  
مجھے انیسؒ و قلندرؒ نے مالا مال کیا

O

نقاب جس کا ہے ”لا“ وہ رُخ ”الہ“ علیؑ  
 علیؑ پناہ خدا ہے خدا پناہ علیؑ

ہو فرش پر تو علیؑ ہے ہو عرش پر تو خدا  
 علیؑ کی راہ خدا ہے خدا کی راہ علیؑ

اسی طرح سے علیؑ کا ہے اک گواہ خدا  
 کہ جس طرح سے خدا کا ہے اک گواہ علیؑ

وہ جس سے دیکھے علیؑ خود کو وہ نگاہ خدا  
 وہ جس سے دیکھے خدا خود کو وہ نگاہ علیؑ

یہ جاننا ہے تو ہونا پڑے گا تجھ کو فقیر  
 کہ فقر جس کا گدا ہے وہ بادشاہ علیؑ

علیؑ کے سینے میں جو علم تھا نکل آیا  
 علیؑ کے سینے میں جو رہ گئی وہ آہ علیؑ





علیٰ کو دیکھا خدا کو دیکھا خدا کو دیکھا علیٰ کو دیکھا  
علیٰ کو پایا خدا کو پایا خدا کو پایا علیٰ کو پایا

علیٰ کی قامت خدا کی قامت خدا کی قامت علیٰ کی قامت  
علیٰ کو مانا خدا کو مانا خدا کو مانا علیٰ کو مانا

علیٰ کی صورت خدا کی صورت خدا کی صورت علیٰ کی صورت  
علیٰ کو سمجھا خدا کو سمجھا خدا کو سمجھا علیٰ کو سمجھا

علیٰ کی نسبت خدا کی نسبت خدا کی نسبت علیٰ کی نسبت  
علیٰ کو جانا خدا کو جانا خدا کو جانا علیٰ کو جانا

علیٰ کی قدرت خدا کی قدرت خدا کی قدرت علیٰ کی قدرت  
علیٰ کو سجدہ خدا کو سجدہ خدا کو سجدہ علیٰ کو سجدہ

اَمْر ہے گُن ہے مشیت ہے ارادہ ہے علیؑ  
 گل کا گل جس میں ہے پوشیدہ وہ نقطہ ہے علیؑ

کس میں یہ تاب پس نورِ علیؑ دیکھ سکے  
 جس میں اللہ ہے مستور وہ پردہ ہے علیؑ

ایک ہی نور سے ہے باطن و ظاہر کا وجود  
 ہو جو پنہاں تو خدا ہے جو ہو پیدا ہے علیؑ

جاں میں جاں آئی میں جب اپنے تئیں جاں سے گیا  
 جب نظر آیا نہ کچھ تب نظر آیا ہے علیؑ

میں سمایا نہ کسی اوّل و آخر میں نوید  
 کر کے جب مست مجھے مجھ میں سمایا ہے علیؑ

O

میں اپنے آپ سے نکلا علی علی کرتے  
میں اپنے آپ میں آیا علی علی کرتے

علی کے جلوے کو دیکھا خدا خدا کرتے  
خدا کے جلوے کو دیکھا علی علی کرتے

کہاں کسی سے اٹھا ہے علی کے عشق کا وزن  
یہ وزن میں نے اٹھایا علی علی کرتے

میں خود کو عالمِ لاہوت و لامکاں میں ملا  
بس اک قدم جو اٹھایا علی علی کرتے

چھپا ہوا تھا میں خود سے ہی خود میں مثلِ خدا  
میں خود ظہور میں آیا علی علی کرتے

علی علی سے ملا ہے وہی مجھے بھی نوید  
جو اولیا نے ہے پایا علی علی کرتے

O

پیدا یہ جسم و روح میں رشتہ علی سے ہے  
سانسیں علی سے دل کا دھڑکنا علی سے ہے

گردش یہ کائنات کی اپنے مدار میں  
دن کا نکلنا رات کا چھینا علی سے ہے

لاتا ہے وہ ظہور میں اس کائنات کو  
پوشیدہ گُن میں ہے جو ارادہ علی سے ہے

اپنی ہی کہکشاں میں ہے ہر ایک کائنات  
ہر شے کا اک مقام پہ ہونا علی سے ہے

ہر شے کے بطن میں ہے حرارت کا انتظام  
ہر دم یہ کائنات کا ہونا علی سے ہے

ہو کالا دائرہ کہ وہ ہو کائناتِ نور  
ہر حرکت و جمود کا رشتہ علی سے ہے

ذرّے میں کائنات سمائی ہے کس طرح  
سمجھو گے کس طرح یہ کرشمہ علیؑ سے ہے

ہے کائنات وقت و حرارت نہ مادہ  
اک اختیار ہے کہ جو ملتا علیؑ سے ہے

یہ کائنات ہٹ کے زمان و مکاں سے دیکھ  
تجھ پر کھلے گا وہ جو زمانہ علیؑ سے ہے

اس درپہ کائنات سوالی ہے اس لئے  
یعنی نوید جو بھی ہے ملنا علیؑ سے ہے

O

صفات و ذات کا ملنا علیٰ کا ملنا ہے  
تجلیات کا ملنا علیٰ کا ملنا ہے

علیٰ کا ملنا ہے جیسے کہ رازِ کن ملنا  
کہ کائنات کا ملنا علیٰ کا ملنا ہے

علیٰ کا ملنا ہے سرِّ الست کا ملنا  
کہ بینات کا ملنا علیٰ کا ملنا ہے

علیٰ کا ملنا ہے امرِ حیات کا ملنا  
رُخِ مَمَات کا ملنا علیٰ کا ملنا ہے

علیٰ کا ملنا ہے جیسے وجوب کا ملنا  
کہ ممکنات کا ملنا علیٰ کا ملنا ہے

علیٰ کا ملنا ہے جیسے کہ نفی کا ملنا  
رہِ ثبات کا ملنا علیٰ کا ملنا ہے

علیٰ کا ملنا ہے امکانِ سرمدی ملنا  
تخیّرات کا ملنا علیٰ کا ملنا ہے

علیٰ کا ملنا ہے جیسے بقا کا دن ملنا  
فنا کی رات کا ملنا علیٰ کا ملنا ہے

علیٰ کا ملنا ہے جیسے کہ مرکزہ ملنا  
کہ شش جہات کا ملنا علیٰ کا ملنا

یہ کائنات ہے کیا ”میں“ ہے کیا خدا ہے کیا  
انہی نکات کا ملنا علیٰ کا ملنا ہے

جڑی ہوئی ہے علیٰ سے کچھ اس طرح ہر بات  
کہ پوری بات کا ملنا علیٰ کا ملنا ہے

خود اپنی ذات میں سرّ علیٰ نہاں ہے نوید  
خود اپنی ذات کا ملنا علیٰ کا ملنا ہے

نہ کچھ اس کے سوا سمجھا نہ کچھ اس کے سوا جانا  
خدا کو میں علی سمجھا علی کو میں خدا جانا

سمجھ کر بھی خدا حسرت نہ پوری ہو سکی دل کی  
علی کو میں خدا سمجھا تو کیا سمجھا تو کیا جانا

علی کے باب میں پوچھو تمہیں بھی مست کر دیں گے  
کہ ہم رندوں نے کیا سمجھا کہ ہم رندوں نے کیا جانا

نہیں سمجھا میں چہرہ ہے کہ وہ آئینہ وحدت کا  
کبھی چہرہ اسے سمجھا کبھی میں آئینہ جانا

علی کا ہے جو مستانہ علی کا ہے جو دیوانہ  
علی کو ابتدا سمجھا علی کو انتہا جانا





خدا کسے نظر آتا اگر نہ ہوتے علی  
یہ پردہ کون اٹھاتا اگر نہ ہوتے علی

خمیر کون اٹھاتا یہ خاکِ آدم کا  
یہ شکل کون بناتا اگر نہ ہوتے علی

یہ امر پھونکتا پھر کون خاکِ آدم میں  
یہ روح کون بساتا اگر نہ ہوتے علی

جو جانتا نہ تھا آدم کہو کہ آدم کو  
وہ اسم کون سکھاتا اگر نہ ہوتے علی

خدا گواہ کہ بے جان دل کو سینے میں  
دھڑکنا کون سکھاتا اگر نہ ہوتے علی

لہو کو جسم میں دیتا یہ گردشیں پھر کون  
یہ نبض کون چلاتا اگر نہ ہوتے علی

یہ مانا گن کی صدا کا یہ سب کرشمہ ہے  
صدا یہ کون لگاتا اگر نہ ہوتے علی

O

جب انتہا نے بھی پائی نہ ابتدائے علی  
علیٰ ہے کون کسے علم ہے سوائے علیٰ

خُدا تھا پردے کے اندر مگر صدا جب دی  
خُدا کے پردے سے باہر نکل کے آئے علیٰ

ہیں بے نیاز تو ہم بھی مگر خدا کی طرح  
کہ اپنے پاس نہیں رکھتے کچھ سوائے علیٰ

خدا گواہ قلندر کا واسطہ دے کر  
علیٰ سے کچھ نہیں مانگا کبھی سوائے علیٰ

رضائیں اپنی سپردِ علیٰ ولی کر کے  
کھڑا ہوں میں بھی وہاں ہے جہاں خدائے علیٰ

نوید صرف نبیٰ پر ہے آشکار یہ راز  
علیٰ بجائے خدا ہے خدا بجائے علیٰ

نہیں کچھ آخر و اوّل نہیں علیؑ کے بغیر  
خدا کا ذکر مکمل نہیں علیؑ کے بغیر

ارادہ ہے یہ علیؑ کا پسِ تغیر گن  
سکوت میں کوئی ہاچل نہیں علیؑ کے بغیر

کہاں کا عالم گن اور کہاں کے ہست و وجود  
کوئی بھی شکل مشکل نہیں علیؑ کے بغیر

صدائے کن کا تسلسل ہے عالمِ امکاں  
سو یہ صدا بھی مسلسل نہیں علیؑ کے بغیر

ہمارے دل کا دھڑکنا علیؑ ہے سانسِ علیؑ  
خدا گواہ کوئی پل نہیں علیؑ کے بغیر



خدا کا ذکر جو نکلا علیؑ کا ذکر کیا  
ادھر ادھر نہیں دیکھا علیؑ کا ذکر کیا

مقامِ سدرہ ہو یا عرش ہو کہ کونے عدو  
جہاں جہاں سے بھی گزرا علیؑ کا ذکر کیا

علیؑ کے ذکر میں کچھ ایسا مست الست ہوا  
کسی نے حال جو پوچھا علیؑ کا ذکر کیا

کسی نے پوچھا جو تو کون ہے کہاں کا ہے  
یہ مست کچھ نہیں بولا علیؑ کا ذکر کیا

چلا گلی گلی دیتا علیؑ علیؑ کی صدا  
رما کے دھونی جو بیٹھا علیؑ کا ذکر کیا

خدا کا کوئی بھی محور نہیں سوائے علیؑ  
صفات، ذات کا مظہر نہیں سوائے علیؑ

یہ راز صرف نبیؐ پر گھلا سرِ معراج  
کوئی بھی پردے کے اندر نہیں سوائے علیؑ

ہر اک زمانے میں یہ رجعتِ علیؑ ہے گواہ  
جہاں میں کوئی مکرر نہیں سوائے علیؑ

سوا علیؑ کے نہیں کوئی آیتِ گُمری  
کوئی بھی حجتِ اکبر نہیں سوائے علیؑ

جہاں جبیں کو ملے سجدۂ خدا کا مزا  
جہاں میں ایسا کوئی در نہیں سوائے علیؑ



جو کہوں میں جلاں ہو کہو میرے ساتھ علی علی  
جو کہوں میں کون ہے میں کا تو کہو میرے ساتھ علی علی

تمہیں حاصل اُن کا حضور ہو کہ علی کا تم میں ظہور ہو  
جو علی کی رکھتے ہو آرزو کہو میرے ساتھ علی علی

یہی ابتدائے کلام ہے یہی انتہائے کلام ہے  
جو کبھی ہو شاملِ گفتگو کہو میرے ساتھ علی علی

میں وہ رندِ مستِ الست ہوں نہ میں نیست ہوں نہ میں ہست ہوں  
جو کروں میں پیش تمہیں سب کہو میرے ساتھ علی علی

ہے اسی میں رازِ قلندریٰ ہے اسی میں میری بوذری  
جو کہوں میں ہا جو کہوں میں ہو کہو میرے ساتھ علی علی

O

علیٰ کا ہا ہے خدا اور خدا کی ہو ہے علیٰ  
علیٰ کا ”میں“ ہے خدا اور خدا کا ”تو“ ہے علیٰ

علیٰ کو دیکھا تو دیکھا کہ ھو بہ ھو ہے خدا  
خدا کو دیکھا تو دیکھا کہ ھو بہ ھو ہے علیٰ

وجود ہے جو یہ بولے خموش ہے تو شہود  
کہ خامشی ہے علیٰ اور گفتگو ہے علیٰ

اُسے خبر ہے خدا کو تلاش جس نے کیا  
کہ منزل و سفر و راہ و جستجو ہے علیٰ

نہ میں خدا نہ محمدؐ نہ میں ولی نہ امام  
مگر میں کیا کروں میری بھی آرزو ہے علیٰ

کھلا یہ مجھ پہ جو پایا علیٰ کو پشت پناہ  
کہ رو بہ رو ہی نہیں میرے چار سو ہے علیٰ



علیٰ حضورِ خدا ہے خدا غیبِ علیٰ  
 علیٰ حجابِ خدا ہے خدا حجابِ علیٰ

خدا شہودِ علیٰ ہے علیٰ وجودِ خدا  
 علیٰ جنابِ خدا ہے خدا جنابِ علیٰ

خدا ہے دیدِ علیٰ اور علیٰ ہے دیدِ خدا  
 علیٰ ہے تابِ خدا اور خدا ہے تابِ علیٰ

خدا ثبوتِ علیٰ ہے علیٰ ثبوتِ خدا  
 علیٰ حسابِ خدا ہے خدا حسابِ علیٰ

خدا ہے مستِ علیٰ اور علیٰ ہے مستِ خدا  
 علیٰ شرابِ خدا ہے خدا شرابِ علیٰ

خدا ہے شہرِ علیٰ اور علیٰ ہے شہرِ خدا  
 علیٰ ہے بابِ خدا اور خدا ہے بابِ علیٰ

خدا کلامِ علیٰ ہے علیٰ کلامِ خدا  
 علیٰ کتابِ خدا ہے خدا کتابِ علیٰ

خدا سوالِ علیٰ ہے علیٰ سوالِ خدا  
 علیٰ جوابِ خدا ہے خدا جوابِ علیٰ

مجھ سے بے در کو درِ شاہِ نجف کیا مل گیا  
دل کو آنکھیں مل گئیں آنکھوں کو جلوہ مل گیا

دل کو جاں، پرواز کو پر، ہا کو ہوا، نے کو نوا  
”میں“ کو تو قطرے کو ایم ذرے کو صحرا مل گیا

لے گیا کوئی اٹھا کر مجھ سے مجھ کو راتوں رات  
مجھ سے فرشتی کو بھی یعنی عرش و سدر مل گیا

جب اندھرے نے مجھے گھیرا تو چمکی اک کرن  
بند جب سب ہو گئے رستے تو رستا مل گیا

اللہ اللہ کرنے والوں کو ملا کیا جانیں وہ  
مولا مولا کرنے والوں کو تو مولا مل گیا

پھر رہا ہے ہر گلی میں جو خدائی بانٹتا  
 فقر کو میرے ترے در سے وہ کاسہ مل گیا

وقت پر پہنچا درِ شاہِ نجف پر میں نوید  
 رہ گیا تھا اک گدائی کا جو عہدہ مل گیا

نامِ خدا جہاں پہ حکومتِ علیؑ کی ہے  
کثرت سے جو عیاں ہے وہ وحدتِ علیؑ کی ہے

ورنہ وہ غیبِ غیب ہی رہتا مرے حضور  
ہے غیب جو حضور یہ صورتِ علیؑ کی ہے

بدلا ہے اپنے ہاتھ سے اُس نے علیؑ کا ہاتھ  
دستِ خدا پہ اصل میں بیعتِ علیؑ کی ہے

کیا ہے علیؑ کہ اصل میں ہے جلوتِ الہ  
کیا ہے الہ اصل میں خلوتِ علیؑ کی ہے

ہے کاسہ گدائی میں کیا تیرے اے خدا  
جو سکھ سجود ہے دولتِ علیؑ کی ہے

تیرا علیؑ خدا کہ خدا گر ہے اے نصیر  
ڈھونڈ اس سوال میں جو حقیقت علیؑ کی ہے

بندہ رہا خدا کو خدا کر کے بھی نوید  
اللہ سے سنو جو سخاوت علیؑ کی ہے

O

مجھے علیؑ کے سوا کچھ نظر نہیں آتا  
کہ اُس جلی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا

اُسی گلی میں نکلتا ہوں میں جدھر سے چلوں  
کہ اُس گلی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا

قسم خدا کی وہ بن جاتا ہے خدا کی آنکھ  
جسے علیؑ کے سوا کچھ نظر نہیں آتا

ولی خدا کے سوا کچھ دکھائی دیتا نہیں  
خدا ولی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا

علیؑ سے گزروں تو دیکھوں علیؑ کے میں پسِ پشت  
ابھی علیؑ کے سوا کچھ نظر نہیں آتا

جہاں ہوں میں ہے وہاں عرش میرے زیرِ قدم  
یہاں علیؑ کے سوا کچھ نظر نہیں آتا

O

خدا نے اپنے لیے آئینہ علیؑ کو کیا  
خود اپنے عقدہٴ کل کا کشاء علیؑ کو کیا

چھپایا خود کو تو ظاہر کیا علیؑ کا وجود  
سکوت خود کو کیا تو صدا علیؑ کو کیا

خدا کو ”تو“ کے لیے ”میں“ کو پار کرنا تھا  
سو اس سفر کے لیے ناخدا علیؑ کو کیا

اُٹھایا اس نے صفت ہائے سرمدی کا حجاب  
سکوت توڑا تو حرفِ صدا علیؑ کو کیا

وہ جس نے گن فیہ کوں پر رکھی ہے ہر بنیاد  
اُسی نے کن فیہ کوں کی بنا علیؑ کو کیا

مریضِ شرک تجھے کیا نظر نہیں آتا  
وہ کفر جس نے خدا سے جدا علیؑ کو کیا



مِلا وجود کا سرا کہ مل گئے مجھے علی  
یہ میں نے خود کو پالیا کہ مل گئے مجھے علی

دل و نظر کے درمیاں ہوئی جو روشنی عیاں  
تو میں نے خود سے یہ کہا کہ مل گئے مجھے علی

ہوا میں آپ سے جدا کہ مل گیا مجھے خدا  
میں اپنے آپ سے ملا کہ مل گئے مجھے علی

خبر بدل گئی خبر نظر بدل گئی نظر  
یہ ”میں“ سے ”تو“ بدل گیا کہ مل گئے مجھے علی

وہ خود سے جو نہیں ملا وہ خود پہ جو نہیں کھلا  
پھر اُس سے میں کہوں تو کیا کہ مل گئے مجھے علی

جو خدا کا نام لے گا وہ علی علی کرے گا  
کہ خدا سے جو ملے گا وہ علی علی کرے گا

جو نکل گیا زماں سے جو نکل گیا مکاں سے  
وہ صدائے گُن سُنے گا وہ علی علی کرے گا

جو علی کا مست ہوگا جو علی پرست ہوگا  
وہ کچھ اور کیا کہے گا وہ علی علی کرے گا

یہی شرط آگہی ہے یہی شرطِ روشنی ہے  
کہ دیا سا جو جلے گا وہ علی علی کرے گا

ولی خدا کے ہاتھوں مرے مرتضیٰ کے ہاتھوں  
وہ جو نفس بچ دے گا وہ علی علی کرے گا

دل پر نہ اپنے بوجھ تو اے تشنہ کام لے مولا کا نام لے  
اٹھ اور دستِ ساقی کوثر سے جام لے مولا کا نام لے

چھلکے نہ ایک قطرہ نہ قطرہ ہو ایک کم ساقی کا بھر کے دم  
پی اس طرح کہ ساقی سے عمرِ دوام لے مولا کا نام لے

پی اس طرح کہ خود بھی کبھی ہوش میں نہ آئے اور خود نہ ڈمگائے  
پی اور ایسے پی کہ تو گرتوں کو تھام لے مولا کا نام لے

کھل جائے خود بہ خود درِ میخانہ الست ساقی کو کر کے مست  
ساقی جو پی رہا ہے اسی مے کا جام لے مولا کا نام لے

پی اور ایسے پی کہ تو بن جائے خود سبو پھر ”میں“ رہے نہ ”تُو“  
مدہوشی میں تو ہوش سے آگے کا کام لے مولا کا نام لے

ذکرِ علی سے پہلے قلندر کو مست کر بوذر کو مست کر  
پھر صبح اک کلام لے شام اک کلام لے مولا کا نام لے

ظاہر کے سب گناہ بھی ہو جائیں گے ثواب از فضلِ بو تراب  
مت آہ بھر کریم کے دامن کو تھام لے مولا کا نام لے

## O

جب ابتدا علیٰ ہے جب انتہا علیٰ ہے  
پھر لا فنا علیٰ ہے پھر لا بقا علیٰ ہے

ذات و صفت سے پیدا ذات و صفت میں نہاں  
یعنی خود اپنا چہرہ خود آئینہ علیٰ ہے

ہے جو کہوں تو حد ہے اک جو کہوں عدد ہے  
پھر اور کیا نہیں ہے پھر اور کیا علیٰ ہے

اب اور کیا شہودی اب اور کیا وجودی  
اللہ علیٰ نما ہے اللہ نما علیٰ ہے

یعنی ہے ایک نقطہ حرف و عدد سے پہلے  
لا ابتدا علیٰ ہے لا انتہا علیٰ ہے

خدا سے لے کے اجازت خدا کی محفل میں  
شروع کرتا ہوں نامِ علیؑ سے تازہ سخن

ہر ایک ذکر سے پہلے ہے فرضِ ذکرِ علیؑ  
اُسی کا صدقہ زباں ہے اُسی کا صدقہ دہن

نہ جانے کب ہوئے یومِ الست و یومِ الدین  
علیؑ کے ذکر میں محفل تھی مست میں تھا مگن

ہے چاہیے مجھے تازہ سخن کے بدلے میں  
شرابِ کہنہ ہو یومِ الست جتنی کہن

علیؑ کے ذکر کے ساتھ اُن کے دشمنوں پر لعن  
درود بر سرِ گلِ لعن بر وجودِ زغن

فرصت قلندرانہ ریاضت سے کم نہیں  
مستوں کا گھومنا بھی عبادت سے کم نہیں

دیکھ اُس کو دیکھ جو ترے دل میں مکین ہے  
دیدار یہ علیؑ کی زیارت سے کم نہیں

دیکھا نہیں خدا کو تو کیا ہے علیؑ کو دیکھ  
قد اس کا لا الہ کے قامت سے کم نہیں

تیری نگاہ میں وہ سمائے گا کس طرح  
ہے دید سے زیادہ جو حیرت سے کم نہیں

چکھا ہے میں نے ذائقہ توحید کا نوید  
نامِ علیؑ زبان پہ نعمت سے کم نہیں



علیٰ کے لب پر خدا و اکبر خدا کے لب پر علیٰ و اکبر  
قیام اکبر خدا و اکبر رکوع اکبر علیٰ و اکبر

ہے ایک باطن ہے ایک ظاہر ہے ایک اول ہے ایک آخر  
شہود اندر خدا و اکبر وجود اندر علیٰ و اکبر

اک آئینہ ہے تو ایک چہرہ ہے ایک جلوہ تو ایک پردہ  
علیٰ کا جوہر خدا و اکبر، خدا کا جوہر علیٰ و اکبر

نظیر ہے اک تو ایک ناظر خبیر ہے اک تو ایک مخبر  
علیٰ کا مظہر خدا و اکبر خدا کا مظہر علیٰ و اکبر

ہے ایک محمود ایک احمد ہے ایک حامد تو اک محمد  
علیٰ و اکبر خدا و اکبر خدا و اکبر علیٰ و اکبر



حیدر سے اذن لا جو ہو داور کو دیکھنا  
اظہر کی آنکھ لا جو ہو مظہر کو دیکھنا

تو مجھ سے مل کہ میں ہوں قلندر کی پشت میں  
لے مجھ کو دیکھ ہے جو قلندر کو دیکھنا

پرواز وہ نہیں جو ہو اپنے ہی پر میں گم  
پرواز جو کرائے تم اُس پر کو دیکھنا

پہلے مرے سوال کا تو مجھ کو دے جواب  
حسرت سے پھر سلونی کے منبر کو دیکھنا

میرا سوال یہ ہے خدا کیا ہے اے نوید  
مل جائے یہ جواب پھر اس در کو دیکھنا



لاالہ کا دل لالہ کی جاں شہنشاہ علی بادشاہ علی  
رازِ گنِ فکاں ربِ دو جہاں شہنشاہ علی بادشاہ علی

عالمِ خبرِ عالمِ شہودِ عالمِ نظرِ عالمِ وجود  
ہے کہیں نہاں ہے کہیں عیاں شہنشاہ علی بادشاہ علی

ہے کہیں زماں ہے کہیں مکاں ہے کہیں پنہ ہے کہیں اماں  
حُسن ہے کہیں ہے کہیں بیاں شہنشاہ علی بادشاہ علی

بُو ہے یا کہ گل، گل ہے یا کہ بُو ”تو“ ہے یا کہ ”میں“ میں ہے یا کہ ”تو“  
نغمہ بہارِ نوحہ خزاں شہنشاہ علی بادشاہ علی

ہے قیامِ رب ہے رکوعِ دیں آپ ہی سجودِ آپ ہی جبیں  
”تو“ میں ہے نہاں ”میں“ سے ہے عیاں شہنشاہ علی بادشاہ علی



علیؑ کی حقیقت حقیقت خدا کی خدا کی حقیقت حقیقت علیؑ کی  
علیؑ کی علامت علامت خدا کی خدا کی علامت علامت علیؑ کی

علیؑ کی ہے مرضی ہے مرضی خدا کی خدا کی ہے مرضی ہے مرضی علیؑ کی  
علیؑ کی ولایت ولایت خدا کی خدا کی ولایت ولایت علیؑ کی

علیؑ کا ہے منشا ہے منشا خدا کا خدا کا ہے منشا ہے منشا علیؑ کا  
علیؑ کی حکومت حکومت خدا کی خدا کی حکومت حکومت علیؑ کی

علیؑ کا ہے لہجہ ہے لہجہ خدا کا خدا کا ہے لہجہ ہے لہجہ علیؑ کا  
علیؑ کی طلاق طلاق خدا کی خدا کی طلاق طلاق علیؑ کی

علیؑ کا ارادہ ارادہ خدا کا خدا کا ارادہ ارادہ علیؑ کا  
علیؑ کی مشیت مشیت خدا کی خدا کی مشیت مشیت علیؑ کی

علیٰ کا ہے چہرہ ہے چہرہ خدا کا خدا کا ہے چہرہ ہے چہرہ علیٰ کا  
 علیٰ کی سخاوت خدا کی سخاوت علیٰ کی سخاوت علیٰ کی

علیٰ کا ہے رتبہ ہے رتبہ خدا کا خدا کا ہے رتبہ ہے رتبہ علیٰ کا  
 علیٰ کی شہادت خدا کی شہادت علیٰ کی شہادت علیٰ کی

علیٰ جس کا مولا خدا اس کا مولا خدا جس کا مولا علیٰ اس کا مولا  
 علیٰ کی عبادت خدا کی عبادت علیٰ کی عبادت علیٰ کی

O

یہ تیرا جلوہ اٹھے تو کیسے، اٹھے تو کیسے حجاب تیرا  
کہ خود ہی تو ہے سوال تیرا کہ خود ہی تو ہے جواب تیرا

ہے تو ہی سالک ہے تو ہی مالک ہے تو ہی رازق ہے تو ہی خالق  
بجا ہے یومِ الست تیرا بجا ہے یومِ حساب تیرا

جو تجھ پہ گزری احد پہ گزری جو تجھ پہ گزری صد پہ گزری  
ہے صبر تیرا جلال تیرا ہے قہر تیرا عذاب تیرا

مرا گریباں جو میری ”میں“ ہے نقاب تیرا جو تیری ”تو“ ہے  
میں چاک کر لوں گریباں اپنا تو چاک کر لے نقاب تیرا

مرا جنوں وہ جنوں نہیں ہے رہے گریباں میں اپنے الجھا  
مرا جنوں وہ جنوں ہے صاحب جو چاک کر دے نقاب تیرا

پیو کہ کردی ہے میں نے سستی قلندرانہ جنوں کی مستی  
کہ بھر دیا ہے پیالہ تیرا کہ کر دیا ہے سحاب تیرا



اپنے اشهد سے جو مشہود بناتا ہے علی ہوتا ہے  
وہ جو الحاس کو الحان میں لاتا ہے علی ہوتا ہے

جلوہ خود اپنا علی جب بھی چھپاتا ہے خدا بنتا ہے  
جلوہ خود اپنا خدا جب بھی دکھاتا ہے علی ہوتا ہے

ولی لاہوت میں رہتا ہے تو سرمد میں خدا رہتا ہے  
اور جو سرمد و لاہوت ملاتا ہے علی ہوتا ہے

وہ ولی ہوتا ہے کعبے کو جو اللہ کا گھر کہتا ہے  
اور اللہ کے اُس گھر میں جو آتا ہے علی ہوتا ہے

تم نہ سمجھے ہو نہ سمجھو گے کبھی غیب کے سجدہ ریزو  
اپنے سجدے سے جو اللہ بناتا ہے علی ہوتا ہے



جو مست کر کے الستی سے سرفراز کرے  
وہ بے نیاز جسے چاہے بے نیاز کرے

مری نگاہ میں بس وہ ہے صاحبِ توحید  
کہ جو خدا و علیؑ میں نہ امتیاز کرے

علی وہ ہے کہ جو کر کے نگاہ و دل یکجا  
نگہ کو پاک کرے قلب کو گداز کرے

فقیر و سالک و درویش و رند و مست و ملنگ  
وہ کارساز جسے چاہے کارساز کرے

غلام کر کے غلامی سے کر دیا آزاد  
نوید اُس کی غلامی پہ کیوں نہ ناز کرے

O

خدا ہے یا کہ عبادت ہے یا کہ بندہ ہے  
یہ راز کھل نہیں سکتا کبھی علیؑ کیا ہے

گھلے قیام و رکوع و سجود سے پہلے  
علیؑ سلام ہے تسبیح ہے کہ سجدہ ہے

جو ہو خدا میں نہ پنہاں تو پھر علیؑ ہے کیا  
جو ہو علیؑ سے نہ ظاہر تو پھر خدا کیا ہے

خدا کو ڈھونڈنے والے علیؑ ملا کہ نہیں  
نہیں ملا تو پتا کر ترا پتا کیا ہے

علیؑ خدا میں نہاں ہے خدا علیؑ سے عیاں  
یہی ”وجود“ یہی ”لا“ ہے ورنہ پھر ”کیا“ ہے

خدا کو کرتا ہوں سجدہ بس اس لیے میں نوید  
خدا جو آلِ نبیؐ پر درود بھیجتا ہے



اَمْر کو گُن تو مشیت کو ارادہ کر دے  
 ہو ”نہیں“ جو ”نہیں“ ”ہے“ اُس میں سے پیدا کر دے

ہے علیٰ کو نہ رکوع اور نہ سجدے کی طلب  
 وہ جسے چاہے اُسے لائقِ سجدہ کر دے

ہے علیٰ کی یہ کریمی کہ خدا کی صورت  
 جو بھی تنہا نظر آئے اُسے یکتا کر دے

بے نیازانہ علیٰ کو نہیں کچھ اس سے غرض  
 کوئی اللہ بنا دے کوئی بندہ کر دے

اُس کی مرضی کبھی سجدہ کبھی کاسہ دے کر  
 کسے اللہ بنا دے کسے بندہ کر دے



پرے ہے وہ گمان سے یقین سے وہ بلند ہے  
علیٰ ہے ”ہے“ سے ماورا ”نہیں“ سے وہ بلند ہے

مرا علیٰ وہ مرد ہے کہ ”میں“ بھی جس سے گرد ہے  
جہاں ہے ”تو“ کا اختتام وہیں سے وہ بلند ہے

یہ ہے وجود کی صدا یہ ہے سجد کی صدا  
وہ سجدے سے بلند ہے جبیں سے وہ بلند ہے

میں کون کون میری ”میں“ میں کون کون میری ”تو“  
کہ آں سے وہ بلند ہے کہ ایں سے وہ بلند ہے

وہ لا وجود و لا مکاں نہ ہے نہاں نہ ہے عیاں  
زماں سے وہ بلند ہے زمیں سے وہ بلند ہے

علیٰ سے پہلے علیٰ ہے علیٰ کے بعد علیٰ  
خودی سے پہلے علیٰ بے خودی کے بعد علیٰ

اسی کے بیچ ہے سرچشمہ خدا و خودی  
خرد سے پہلے علیٰ آگہی کے بعد علیٰ

یہی تو ہے سبب لا الہ الا اللہ  
خفی سے پہلے علیٰ ہے جلی کے بعد علیٰ

بقا و نیست و موت و حیات و ہست و وجود  
ہے گن سے پہلے علیٰ زندگی کے بعد علیٰ

ولی خدا کو جو کہیے تو کہیے صاف نوید  
ولی سے پہلے علیٰ ہے ولی کے بعد علیٰ

یہ غیب جس کا ہے سجدہ ہے وہ حضور علی  
 کرے خدا کو جو ظاہر ہے وہ ظہور علی

الہیت کو جو ظاہر کرے ولایت سے  
 شہود جس کا ہے ”لا“ وہ وجودِ نور علی

نظیر و ناظر و آئینہ و نگاہ و وجود  
 خود اپنا جلوہ علی ہے خود اپنا طور علی

جو پہلے عقل کو پیدا کرے پھر اس کے بعد  
 شعور عقل کو جو دے ہے وہ شعور علی

قریب اتنا کہ شہہ رگ سے ہے قریب نوید  
 ہے دور اتنا کہ ہے دُور سے بھی دُور علی

O

خودی نے جانے کس بے خودی کو سجدہ کیا  
خدا کو سجدہ کیا یا علیؑ کو سجدہ کیا

خدا کے اسمِ علیؑ کو کرے جو سجدہ علیؑ  
تو پھر کہو کہ علیؑ نے علیؑ کو سجدہ کیا

کسے خبر کہ شہودِ اصل میں وجود ہی ہے  
کسے خبر کہ ولی نے ولی کو سجدہ کیا

مری خودی کو ملا تب کہیں خدا کا مقام  
علیؑ کے بندوں کی جب بندگی کو سجدہ کیا

ہوا نہ عشق، نہ ہم نے کیا مگر ہم نے  
جنہوں نے عشق کیا ہے انہی کو سجدہ کیا

خفی نے سجدہ کیا غیب میں جلی کو نوید  
حضور میں جو جلی نے خفی کو سجدہ کیا



ہے مراد دل علی علی ہے مری جاں علی علی  
میرا دہن علی علی میری زباں علی علی

آپ ہی اپنی ابتدا آپ ہی اپنی انتہا  
یعنی نہاں علی علی یعنی عیاں علی علی

ظاہر و باطن و ظہور غیب و غیابت و حضور  
یعنی وہاں خدا خدا یعنی جہاں علی علی

جلوت و خلوت نہاں خلوت و جلوت عیاں  
میرا سخن علی علی میرا بیاں علی علی

کیسا کہاں کوئی ستم کیسا کہاں کا کوئی غم  
میری پنہ علی علی میری اماں علی علی

علیٰ علیٰ تھا علیٰ علیٰ ہے کہیں سے پہلے کہاں سے پہلے  
یہاں سے پہلے وہاں سے پہلے جہاں سے پہلے تہاں سے پہلے

شہود اس سے وجود اس سے نمود اس سے ورود اس سے  
زمیں سے پہلے زماں سے پہلے مکین سے پہلے مکاں سے پہلے

وہی ہے جلوہ وہی ہے سجدہ وہی ہے کعبہ وہی ہے قبلہ  
جبین سے پہلے نشاں سے پہلے یقین سے پہلے گماں سے پہلے

وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر وہی ہے اوّل وہی ہے آخر  
ازل سے پہلے ابد سے پہلے عیاں سے پہلے نہاں سے پہلے

خبیر ہے وہ بصیر ہے وہ نذیر ہے وہ ظہیر ہے وہ  
سخن سے پہلے دہن سے پہلے زباں سے پہلے بیاں سے پہلے



کہو یہ بھی مت وہ خدا نہیں کہو یہ بھی مت کہ خدا ہے وہ  
کہو یہ بھی مت کہ بہم ہے وہ کہو یہ بھی مت کہ جُدا ہے وہ

نہ میں ہا رہا نہ میں ہُو رہا نہ میں ”میں“ رہا نہ میں ”تو“ رہا  
میں یہ سوچتا تھا کہ کیا ہے وہ میں یہ کھوجتا تھا کہ کیا ہے وہ

میں ”نہیں“ رہا نہ میں ”ہے“ رہا نہ میں لا رہا نہ میں شے رہا  
کہاں آ گیا اُسے ڈھونڈتا کہ جو لا نہیں ہے تو کیا ہے وہ

نہ عیاں رہا نہ نہاں رہا نہ زماں رہا نہ مکاں رہا  
جو چھپا تو کہاں پہ چھپا ہے وہ جو بسا تو کہاں پہ بسا ہے وہ

نہ ہی حد ہے وہ نہ عدد ہے وہ نہ ازل ہے وہ نہ ابد ہے وہ  
نہ ہی ”ہے“ ہے وہ نہ ہی ”تھا“ ہے وہ نہ ہی ”گا“ ہے وہ نہ ہی ”لا“ ہے وہ



## O

جو کہوں حقیقتِ وہم تو نہ گماں کہو نہ یقین کہو  
یہ علیٰ کی ذات کا باب ہے نہ تو ”ہے“ کہو نہ ”نہیں“ کہو

کہ وہ ماورائے مقام ہے کہ وہ ماورائے قیام ہے  
نہ یہاں کہو نہ وہاں کہو نہ کہاں کہو نہ کہیں کہو

نہ قیام وہ نہ قعود وہ نہ رکوع وہ نہ سجود وہ  
ہے وہ عرش و فرش سے ماورا نہ فلک کہو نہ زمیں کہو

نہ تو کیا ہے وہ نہ تو کیوں ہے وہ نہ تو یوں ہے وہ نہ تو ووں ہے وہ  
نہ زماں کہو نہ مکاں کہو نہ تو آں کہو نہ تو ایں کہو

نہ سما سکی اُسے ”ہے“ کی حد نہ شمار میں لا سکے عدد  
نہ تو شے کہو نہ تو لا کہو نہ مکاں کہو نہ ملیں کہو



نہ خدا ہے وہ نہ خدا نہیں علیٰ حق ہے بس اُسے حق کہو  
نہیں اُس کا کوئی سرا نہیں علیٰ حق ہے بس اسے حق کہو

نہ یرا ہے وہ نہ ورا ہے وہ نہ بہم ہے وہ نہ جدا ہے وہ  
بجز اس کے کچھ بھی کھلا نہیں علیٰ حق ہے بس اسے حق کہو

وہ ”نہیں“ میں ہے نہ وہ ”ہے“ میں ہے نہ وہ ”لا“ میں ہے نہ وہ شے میں  
ہے

وہ ہوا نہیں وہ بنا نہیں علیٰ حق ہے بس اُسے حق کہو

نہ کسی کو تھا نہ کسی کو ہے کہ پتا علیٰ کا علیٰ کو ہے  
نہیں سوچنے کی یہ جا نہیں علیٰ حق ہے بس اُسے حق کہو

یہی عمر بھر کی گدائی ہے یہی عمر بھر کی کمائی ہے  
مری کوئی اور صدا نہیں علیٰ حق ہے بس اُسے حق کہو

O

نہ گماں لگے نہ یقین لگے کبھی آں لگے کبھی ایں لگے  
میں ”نہیں“ کہوں تو وہ ”ہے“ لگے جو میں ”ہے“ کہوں تو ”نہیں“ لگے

تری عقل کیا یہ سوال کیا ہے خدا علیٰ کہ علیٰ خدا  
تُو اگر مگر سے نکل ذرا ترے ہاتھ عشقِ یقین لگے

نہ تُو شرک کرنے تُو کفر کرنے وہ ”ہے“ خدا نہ ”نہیں“ خدا  
وہ یقین کر جو گماں لگے وہ گمان کر جو یقین لگے

جو وہ ”ہے“ ہے اپنے وجود میں تو ”نہیں“ ہے اپنے شہود میں  
وہ کبھی بہ فرشِ زمیں لگے تو کبھی بہ عرشِ بریں لگے

ابھی ہے یہاں ابھی ہے وہاں ابھی ہے مکاں ابھی لا مکاں  
وہ کبھی کبھی تو یہیں لگے تو کبھی کبھی وہ کہیں لگے

جو نظر اُٹھے کسی چاہ میں رہے تُو ہی میری نگاہ میں  
جو کبھی کہیں مرا سر جھکے ترے در سے جا کے جبیں لگے



یا علیؑ غیر کا شرمندہ احساں ہونا  
اس سے بہتر مری مشکل کا نہ آساں ہونا

ہو کوئی عرش نشین ہو تو کہے اُس سے فقیر  
میرا ساماں ہے مرا بے سرو ساماں ہونا

میں کہاں اور کہاں تابِ حجاباتِ علیؑ  
ہے میری دید سے آگے مرا حیراں ہونا

اُس سے پوچھے تو کوئی درد کی منّت کا ریاض  
جس کو منظور نہیں درد کا درماں ہونا

عالمِ سرمد و لاہوت تھا جب ایک قدم  
اک قدم دشتِ تمنا کا تھا امکان ہونا

تو اگر خود نہ کراتا مجھے معراجِ شہود  
میری ہستی پہ نہ کھلتا ترا یزداں ہونا

اور کوئی نہ تھا مجھ مرد کو کرتا جو اسیر  
اُس کو لازم تھا کمندِ شہہ مرداں ہونا

معرفت تیری جو واجب بھی ہونا ممکن بھی  
کس کو دعویٰ ہے یہاں صاحبِ عرفاں ہونا

میرا ممدوح کہاں اور کہاں حمد نوید  
اُس کے شایاں نہیں ہر حرف کا دیواں ہونا



لا سے تاہ الہٰ رونما آپ ہیں یا علیٰ یا علیٰ یا علیٰ یا علیٰ  
آپ ہیں ابتدا انتہا آپ ہیں یا علیٰ یا علیٰ یا علیٰ یا علیٰ

میں اسیر بقا میں اسیر فنا میری ہستی ہی کیا میری مستی ہی کیا  
ماورائے بقا ماورائے فنا آپ ہیں یا علیٰ یا علیٰ یا علیٰ یا علیٰ

جس سے روشن ہیں یہ سرمد و لامکاں لازماں کن فکاں یہ جہاں وہ جہاں  
کنج توحید کا وہ دیا آپ ہیں یا علیٰ یا علیٰ یا علیٰ یا علیٰ

کیا فقیری مری کیا گدائی مری کیا رسائی مری کیا خدائی مری  
آپ کا سہ ہیں میری صدا آپ ہیں یا علیٰ یا علیٰ یا علیٰ یا علیٰ

میری تحریر کیا میری تقریر کیا میری تعبیر کیا میری تفسیر کیا  
جو لکھا جو کہا جو سنا آپ ہیں یا علیٰ یا علیٰ یا علیٰ یا علیٰ



کسی بھی ”میں“ کسی ”تو“ سے نہ ہو سکا ممکن  
پتا علیٰ کا غلو سے نہ ہو سکا ممکن

کہاں علیٰ کی چھلک اور کہاں یہ پیانا  
یہ مے سما لے سبو سے نہ ہو سکا ممکن

کھلا یہ کس پہ علیٰ کون ہے علیٰ کیا ہے  
ابھو سے کیا ہو کبھو سے نہ ہو سکا ممکن

تو خود نقاب اُلٹ دے تو ہے کرم تیرا  
اُٹھا دے پردہ یہ ھو سے نہ ہو سکا ممکن

یہ چاکِ سینہ علیٰ کی تلاش کا ہے نوید  
یہ چاک سی دے رفو سے نہ ہو سکا ممکن



ہماری انگشتِ بندگی میں علیؑ کے موتی جڑے ہوئے ہیں  
ہمارے پیروں تلے ازل کے ابد خزانے گڑے ہوئے ہیں

انھیں یہ ضد ہے خدا سے مانگو ہمیں یہ دُھن ہے علیؑ سے لیں گے  
وہ اپنی ضد پر اڑے ہوئے ہیں ہم اپنے حق پر کھڑے ہوئے ہیں

جو کفر و شرک و منافقت کو بہم کرو تو بنے مقصر  
یہ تین تالے ہیں اُس کے دل پر جو بن کے لعنت پڑے ہوئے ہیں

اگر میسر ہو چشمِ بینا تو آسمانوں کی سمت دیکھو  
جہاں جہاں اُن کا نقشِ پا ہے وہاں ستارے جڑے ہوئے ہیں

نوید ہم تو یہ جان پائے علیؑ نہیں جو سمجھ میں آئے  
بس اُن کو حیرت سے تک رہے ہیں بنے جو عارف کھڑے ہوئے ہیں





مستور جس میں ”تو“ ہے وہ پردہ علیٰ کا ہے  
 ”تو“ جس سے ”میں“ بنا ہے وہ سجدہ علیٰ کا ہے

ان میں ہے اک شہود تو ان میں ہے اک وجود  
 ملنا خدا کا اصل میں ملنا علیٰ کا ہے

منزل ہے ان میں ایک تو جادہ ہے ان میں ایک  
 رستا خدا کا اصل میں رستا علیٰ کا ہے

اک آئینہ ہے ان میں تو چہرہ ہے ان میں ایک  
 ہونا خدا کا اصل میں ہونا علیٰ کا ہے

کعبہ ہے ان میں ایک تو قبلہ ہے ان میں ایک  
 سجدہ خدا کا اصل میں سجدہ علیٰ کا ہے

ان میں ہے اک مقام تو ان میں ہے اک قیام  
 جلوہ خدا کا اصل میں جلوہ علیٰ کا ہے



علیٰ خدا کا دیا ہے علیٰ خودی کا چراغ  
علیٰ کی ذات میں روشن ہے آگہی کا چراغ

علیٰ نہ ہوں تو اندھیرا ہے بزمِ امکاں میں  
انہی کے نور سے روشن ہے زندگی کا چراغ

انہی کے دم سے تو روشن ہے عالمِ لاہوت  
انہی کے دم سے جلا طاقِ سرمدی کا چراغ

یہی تو امرِ خدا ہیں یہی مشیتِ رب  
انہی کے امر سے روشن ہے روشنی کا چراغ

انہی کی شکل میں میں نے خدا کو پایا ہے  
جلا انہی کے کرم سے مری خودی کا چراغ



ہے صدا علیٰ کی پسِ صدا تو یقین کر ترے ساتھ ہوں  
تو قریب آ کہ تو دور جا تو یقین کر ترے ساتھ ہوں

یہ کہا ہے کس نے بعید ہوں میں قریبِ جبلِ ورید ہوں  
میں نہیں ہوں تجھ سے کہیں جدا تو یقین کر ترے ساتھ ہوں

میں کہاں ہوں اور کہاں ہے تو میں ہوں تجھ میں مجھ میں نہاں ہے تو  
کبھی ڈھونڈنے کو نکل ذرا تو یقین کر ترے ساتھ ہوں

تو اگر نہ کر تو مگر نہ کر تجھے ہو خبر کہ نہ ہو خبر  
تو یقین کر ترے ساتھ تھا تو یقین کر ترے ساتھ ہوں

ہو تو عرش پر کہ تو فرش پر کہ ہو کہکشاں تری رہگزر  
تو کہیں بھی جا تو کہیں سے آ تو یقین کر ترے ساتھ ہوں



میری طرح خدا بھی سوالی علیؑ کا ہے  
واللہ جو ولی ہے موالی علیؑ کا ہے

بخشا جسے وجود علیؑ کے خیال نے  
عالم وہ انتہائے مثالی علیؑ کا ہے

جو سلسلے سے اسم میں اپنے جلیل ہے  
وہ صاحبِ جلال جلالی علیؑ کا ہے

اللہ جو ازل سے سبب الجمال ہے  
اس کا سبب یہ ہے وہ جمالی علیؑ کا ہے

یہ سلسلہ چلا ہے قلندرؒ سے اے نویدؑ  
جو بھی قلندریؒ ہے دھالی علیؑ کا ہے

O

کونین میں جو کچھ ہے وہ حیدر کے لیے ہے  
حیدر وہ خزانہ ہے جو قنبر کے لیے ہے

پیچ اس کے اُٹھے اور گرے تاجِ سلاطین  
اللہ رے عمامہ جو ترے سر کے لیے ہے

دیکھے جو تجھے تجھ میں وہ اللہ کو دیکھے  
یہ آئینہ پیدائی جوہر کے لیے ہے

تو جب ہوا آغازِ حدید ہوئی ختم  
ہائے وہ بصارت جو مقرر کے لیے ہے

کوثر نہ بجھا پائے گا وہ تشنگیِ عشق  
جو چشم بہ لب ساقیِ کوثر کے لیے ہے



وہی جو ذہنِ بشر میں اب تک سوال سا ہے وہی علیؑ ہے  
جو عقل و علم و شعور و حکمت کا ناخدا ہے وہی علیؑ ہے

ہر اک صفت ہے خدا کی جس میں ہے روح کل انبیاء کی جس میں  
خدا کا چہرہ ہے مصطفیٰ کا جو آئینہ ہے وہی علیؑ ہے

وہی ہے منزل وہی ہے جادہ وہی مشیت وہی ارادہ  
ہر اک سفر کی جو ابتدا ہے جو انتہا ہے وہی علیؑ ہے

ہے نور اُسی سے ظہور اُسی سے غیاب اُسی سے حضور اُسی سے  
جو شب سے دن اور دن سے شب کو نکالتا ہے وہی علیؑ ہے

سلیقہٴ بندگی سکھایا خدا کو جس نے خدا بنایا  
جبینِ سجدہ کو میری جس نے خدا دیا ہے وہی علیؑ ہے

وہ چاہے مردہ کو زندہ کر دے وہ چاہے زندہ کو مردہ کر دے  
جو روح جسموں میں جان قالب میں ڈالتا ہے وہی علیؑ ہے

ہے کیا جو اُس پر عیاں نہیں ہے کہ اُس سے کچھ بھی نہاں نہیں ہے  
جو دل میں رہتا ہے دل کی حالت کو جانتا ہے وہی علیؑ ہے

O

ہے میری حمد محمدؐ مری ثنا ہے علیؑ  
محمدؐ آسنہ میرا ہے اور جلا ہے علیؑ

اسی سبب ہوں سمیع اور اسی سبب ہوں بصیر  
جو سُن رہا ہے محمدؐ جو دیکھتا ہے علیؑ

وہ کنزِ مخفی ہوں میں صورتِ جلی جس میں  
چھپا ہوا ہے محمدؐ چھپا ہوا ہے علیؑ

وہ جبرئیل ہے مصحف ہے وحی ہے میں ہوں  
جو بولتا ہے محمدؐ جو کہہ رہا ہے علیؑ

یہ پوچھتا ہے اگر تُو مری رضا کیا ہے  
مری رضا ہے محمدؐ مری رضا ہے علیؑ

نویدِ مجھ سے اگر پوچھتا ہے کون ہوں میں  
تو پوچھ کیا ہے محمدؐ تو پوچھ کیا ہے علیؑ



O

ترا ظہور سراپا علیؑ ولی کا ہے  
یہ حمد ہے کہ قصیدہ علیؑ ولی کا ہے

بہ شکلِ وحی خدا لب کشا ہوا جس سے  
وہ لب، وہ نطق، وہ لہجہ علیؑ ولی کا ہے

چمک رہا ہے جو عصمت کی چودھویں کا ہے چاند  
جو اس کے گرد ہے ہالہ علیؑ ولی کا ہے

ہو مندر و حرم و دیر و خانقاہ و کلس  
یہاں تو جو بھی ہے رستا علیؑ ولی کا ہے

کہاں تک ہے اجالا نہیں ہے علم مگر  
جہاں تک ہے اجالا علیؑ ولی کا ہے

ہے ہر طرف یہ صدا ٹُگل و من علیہ فان  
مگر وہ چہرہ جو چہرہ علی ولی کا ہے

خدا کی مرضی خریدی ہے کس نے مجھ سے یہ پوچھ  
نہ پوچھ مجھ سے کہ کیا کیا علی ولی کا ہے

جوازِ سجدۂ قبلۂ رُخاں یہی ہے نوید  
علی ولی کا ہے کعبہ علی ولی کا ہے

## O

میں جب لکھوں یہی لکھوں مولائے کائنات  
تجھ سا جو دوسرا ہو تو لے آئے کائنات

تجھ سا جو دوسرا نہ کہیں پائے کائنات  
تیرا ہی سجدہ کیوں نہ بجالائے کائنات

کیا فقر ہے کہ نانِ جویں توڑتے ہوئے  
لرزے جو اُس کا ہاتھ لرز جائے کائنات

چہرے کی اُس کے تاب کسے ہو سوائے خود  
وہ جس کو آئینہ سی نظر آئے کائنات

وسعت سے اُس نفس کی دہلتا ہے آدمی  
ذرے میں جو سمیٹ کے لے آئے کائنات

تلوار کی طرح ہے اُسے وقت پر گرفت  
پیٹائے مہر کو جہاں ٹھہرائے کائنات

پانی تو کیا ہے خاک پہ گردش کرے گلاب  
دیکھے اگر اُسے جو ہے زیبائے کائنات

دنیا جسے پیالہ سگ خوردہ ہو نوید  
مٹھی میں بند کر کے وہ لے جائے کائنات

O

کیا غلط ہے جو کہوں میں کہ خدا تجھ سے ہے  
اے علیؑ تو نے خدا جس کو کہا تجھ سے ہے

تو نے اللہ کہا اُس کو تو اللہ بنا  
تو خدا سے ہے بتا یا کہ خدا تجھ سے ہے

وہ خزانہ جو چھپا تھا ہوا ظاہر تجھ سے  
جو خدا کا تھا خلا پُر وہ ہوا تجھ سے ہے

ذات پر جتنے صفت کے ہیں اُٹھا دے وہ حجاب  
بس یہی سارے ملنگوں کی دُعا تجھ سے ہے

سب علیؑ سے ہے کہا اور علیؑ ہے مجھ سے  
میں نے پوچھا تھا یہ اللہ سے کیا تجھ سے ہے

جب نہیں بھی نہیں تھا اس سے بھی پہلے تو تھا  
یعنی ہر اوّل اوّل کی بنا تجھ سے ہے

تو نے بتلایا کہ تو کون ہے اور وہ کیا ہے  
تجھ کو سجدہ کہ خدا مجھ کو ملا تجھ سے ہے



میں دھوپ میں ہوں میرے مولاً مجھے سائے میں آ کر لے جائیں  
طاغوت نے مجھ کو گھیر لیا مجھے آپ بچا کر لے جائیں

مرے چاروں طرف ہے پھیلا ہوا یہ ہونے نہ ہونے کا جنگل  
میں رستا بھول چکا مولاً مجھے اب تو بلا کر لے جائیں

مری روح نے کیا وعدہ تھا کیا آنے سے پہلے دنیا میں  
میں اپنا پچھلا بھول گیا مجھے یاد دلا کر لے جائیں

آپ اپنی سُدھ کو پانے میں آپ اپنی سُدھ میں بھول گیا  
اب خود میں اپنا آپ نہیں مجھے اپنا بنا کر لے جائیں

آیا ہوں کہاں سے کہاں ہوں میں جانا ہے کہاں مجھ کو مولاً  
میں کون ہوں کیا ہوں کیسا ہوں آئینہ دکھا کر لے جائیں

میں آپ اپنی تاریکی تھاگم ہو گیا اس تاریکی میں  
میں آپ اپنی کو بھول گیا مجھے دیا بنا کر لے جائیں

جتنا میں سلجھتا جاتا ہوں اتنا میں الجھتا جاتا ہوں  
مری بات نہیں بنتی مجھ سے مری بات بنا کر لے جائیں

نفرت سی ہوگئی ہے خود سے خود کو پہچان کے عاجز ہوں  
میں اپنے آپ کو جان چکا مجھے اب تو آ کر لے جائیں

دائیں بائیں آگے پیچھے آڑے ترچھے الٹے سیدھے  
میں آپ کی بھیڑ ہوں اے مولاً مجھے آپ ہنکا کر لے جائیں

ہیں صاحبِ امر مرے مولاً مجھ مُردہ کو زندہ کر دیں  
میں مر گیا ہوں اپنے اندر مُردے کو چلا کر لے جائیں

سانسوں کے اکھڑنے سے پہلے سینے کے اُدھڑنے سے پہلے  
آپ اپنے نوید کو اے مولاً سینے سے لگا کر لے جائیں



## O

جس چہرے میں اللہ کی صورت نظر آئی  
کثرت سے اسی میں مجھے وحدت نظر آئی

کیا اسمِ علیٰ آئینہ وصفِ خدا ہے  
بس اوّل و آخر مجھے حیرت نظر آئی

کیونکر نہ کہوں ذات کو بدلا ہے صفت کا  
مرضی تو مجھے نفس کی قیمت نظر آئی

سمٹا جو یہ نقطہ تو نظر آیا تہہ با  
پھیلا جو یہ نقطہ تو مشیت نظر آئی

سجدہ جو علیٰ کو کیا اللہ کو پہنچا  
ازروئے وسیلہ یہی صورت نظر آئی

اُس کے ہی سبب لائے ہیں ہم غیب پر ایمان  
اُسکی ہی حضوری میں وہ غیبت نظر آئی

اک رُخ سے وہی ذات ہے اک رُخ سے صفت ہے  
اللہ و علیٰ بیچ یہ نسبت نظر آئی

کرتی ہے نوید آ کے بلندی جسے سجدہ  
بس اسمِ علیٰ میں وہ فضیلت نظر آئی

O

گر رخِ مرتضیٰ کو دیکھ لیا  
تم نے سمجھو خدا کو دیکھ لیا

سر پہ نعلینِ مرتضیٰ رکھ لی  
سدرۃ المنتہیٰ کو دیکھ لیا

تیرے لہجے میں اے لسان اللہ  
بات کرتے خدا کو دیکھ لیا

ہر نہ معلوم کا جو ہے معلوم  
تیرے اُس نقشِ پا کو دیکھ لیا

عشق میں تیرے ڈوب کر ہم نے  
عشق کی انتہاء کو دیکھ لیا

نعمتِ مرضیٰ ترے صدقے  
بعثتِ انبیاء کو دیکھ لیا

آیتِ مرضیٰ کی صورت میں  
جنتِ بالغہ کو دیکھ لیا

تو خدا کا ہے جلوۂ ممکن  
تجھ کو دیکھا خدا کو دیکھ لیا

تیرے سجدے میں صالحیوں کی صلوة  
بندگی کی ادا کو دیکھ لیا

دے رہا ہے علیٰ علیٰ کی صدا  
درد نے کیا دوا کو دیکھ لیا

مدح کر کے علیٰ کی تم نے نوید  
نے میں ڈھلتے نوا کو دیکھ لیا

O

اپنے لیے خدا نے تراشا علیؑ کا نام  
ظاہر کیا جو خود کو تو پایا علیؑ کا نام

وہ جو چھپا ہوا تھا خزانہ اُست میں  
گن اس نے کہنا چاہا تو نکلا علیؑ کا نام

سمٹا علیؑ کا نام تو اللہ بن گیا  
اسماء ہوئے ظہور جو پھیلا علیؑ کا نام

شکلِ ازاں میں میری سماعت نے سب سے قبل  
یا تو سنی تھی نادِ علیؑ یا علیؑ کا نام

ہے میری ماں گواہ مری لب کشائی کی  
بولا تو سب سے پہلے لیا تھا علیؑ کا نام

جب بھی نوید ہست کا گہرا ہوا سکوت  
دھڑکن نے میرے دل کی سنایا علیؑ کا نام

O

وجود کا اُسے اپنے سرا نہیں ملتا  
جسے علیٰ نہیں ملتے خدا نہیں ملتا

حجابِ ذاتِ صفت نے ہی رکھ لیا ورنہ  
خلا میں اور تو کچھ جُزِ خلا نہیں ملتا

صفت جو خلق نہ کرتی علیٰ کی شکل میں ذات  
خدا کو اپنے لیے آئینہ نہیں ملتا

خودی و کوثر و سدرہ و عرش و لوح و قلم  
علیٰ کے در سے جو مانگو تو کیا نہیں ملتا

میں اُس کو اصل کہوں یا میں اُس کو مثل کہوں  
علیٰ سا کوئی علیٰ کے سوا نہیں ملتا

ملا سے ہی تو ملا عقل کو خلا کا پتا  
وجود گر نہیں ہوتا تو لا نہیں ملتا

وہ خود ہی چاہے تو دے کر صدا بلا لے نوید  
ہزار دیتا رہوں میں صدا نہیں ملتا

O

میں ہر اک ابتداء کی انتہاء مولا سے لیتا ہوں  
ثنا کرتا ہوں توفیقِ ثنا مولا سے لیتا ہوں

لطافت اک صلہ ہے اعتراف اپنی کثافت کا  
میں چہرہ دیکھنے کو آئینہ مولا سے لیتا ہوں

نہ سمجھیں گے قیامت تک قیامت توڑنے والے  
میں اپنے صبر کرنے کا صلہ مولا سے لیتا ہوں

مریضِ کبر ہوں اپنے مرض کے دور کرنے کو  
میں عجز و انکساری کی دوا مولا سے لیتا ہوں

جو تسلیم و رضا کی راہ میں مجھ پر گزرتی ہے  
اسے سہنے کا سارا حوصلہ مولا سے لیتا رہوں

نویدِ اس مدح گوئی کا صلہ پاتا ہوں دو طرفہ  
جدا زہراً سے لیتا ہوں جدا مولا سے لیتا ہوں



## O

جو خدا کی طرح لگے خدا کوئی اور ہو تو بتا مجھے  
 نہ پہنچ سکے جسے انتہاء کوئی اور ہو تو بتا مجھے

جو خدا کو خود کو ہو دیکھنا اسے چاہیے کوئی آئینہ  
 بجز اک علیؑ کے وہ آئینہ کوئی اور ہو تو بتا مجھے

جسے اپنے جیسا ولی کہا جسے خود خدا نے علیؑ کہا  
 جو خدا کے قد میں سما گیا کوئی اور ہو تو بتا مجھے

کہ کوئی اسے نہ کہے خدا تہہ تیغ سجدے میں دے کے جاں  
 وہ خدا کو جس نے خدا کیا کوئی اور ہو تو بتا مجھے

کہ قیام ہو جسے چاہنا، کہ رکوع ہو جسے سوچنا  
 کہ سجدہ ہو جسے دیکھنا کوئی اور ہو تو بتا مجھے



کاسۂ خودی مولا سکہ خدا مولاً  
میرے پاس سب کچھ ہے آپ کا دیا مولاً

ذات کے حجابوں میں اور صفت کے پردوں میں  
یہ ملا ہے تُو مجھ کو یا ملا خدا مولاً

تُو اگر کبھی وہ ہے وہ اگر کبھی تُو ہے  
کب کہوں علی تجھ کو کب کہوں خدا مولاً

جب ہیں لازم و ملزوم ، جب ہیں معلم و معلوم  
تو خدا کا چہرہ ہے یا ہے آئینہ مولاً

بے نیازِ صوت و لب، بے نیازِ گوش و تب  
تو نے جو کہا مولاً میں نے جو سنا مولاً

تا بہ واجب و ممکن، تا بہ ظاہر و باطن  
دل کی بزمِ امکاں کا ہے تو ہی دیا مولاً

کیا ”نہیں“ کہاں کی ”ہے“ کیسا ”لا“ کہاں کی ”شے“  
ہا ہے ابتداء مولاً ہُو ہے انتہاء مولاً

تُو میں گم ہوا ایسا ہُو میں گم ہوا ایسا  
مست ہو گیا مولاً مست ہو گیا مولاً

نقطہٴ تہہ با تک قل سے لے کے اقراء تک  
القلم سے لکھا ہے لوح سے پڑھا مولاً

ہے نوید کو درکار فقر آپ سے سرکار  
جس کی آنکھ کاسہ ہے اشک ہیں صدا مولاً

## O

مجرعی جو خدا سے ملتا ہے  
پہلے وہ مرتضیٰ سے ملتا ہے

ڈھونڈنے والے، مرتضیٰ کا سراغ  
سدرۃ المنتہیٰ سے ملتا ہے

اتنا آساں نہیں ہے اپنا پتا  
عشقِ مشکل کشاء سے ملتا ہے

عشقِ حیدر کی ابتداء کا سرا  
علم کی انتہاء سے ملتا ہے

اے مسافر ہے کیا بقا معلوم  
یہ بھی رستا فنا سے ملتا ہے

خود بہ خود بن کے ہر سوال جواب  
گُل کے عقدہ کشاء سے ملتا ہے

نذرِ اللہ اور نیازِ حسین  
فقر بس اس صدا سے ملتا ہے

بس اُسی میں ہے مست ان کا فقیر  
جو بھی اُن کی رضا سے ملتا ہے

حوصلہ مدحِ مرتضیٰ کا نوید  
نیتِ بے ریا سے ملتا ہے

## O

دیکھنا ہے گر عرش کا منظر یا علیٰ ورد وظیفہ کر  
تجھ کو عطا ہو جائیں گے پر یا علیٰ ورد وظیفہ کر

تُو اپنے اندر ہے خزانہ یا علیٰ کہہ اور ظاہر ہو جا  
اسم علیٰ ہے گُن کا مظہر یا علیٰ ورد وظیفہ کر

گُن کا کرشمہ ہاتھ آئے گا تو جو کہے گا ہو جائے گا  
کچھ مت کر ہر لمحہ برابر یا علیٰ ورد وظیفہ کر

غیب ہے جو وہ حاضر ہوگا باطن تجھ پر ظاہر ہوگا  
تجھ میں چھپا ہے عالم اکبر یا علیٰ ورد وظیفہ کر

اپنا پتا تو رب کا پتا ہے رب کا پتا تو سب کا پتا ہے  
تیری خبر ہے تیرے اندر یا علیٰ ورد وظیفہ کر

تجھ کو ملے گی اپنی دنیا اپنی صدا اور اپنا کاسہ  
اپنی سبیل اور اپنا لنگر یا علی ورد وظیفہ کر

تجھ کو ملے گی اپنی ہستی اپنا نشہ اور اپنی مستی  
اپنی مئے اور اپنا ساغر یا علی ورد وظیفہ کر

گُن کی بھی گردش نہ تھمے گی پاؤں کی بھی جنبش نہ تھمے گی  
دل کے دھڑکنے کی دم دم پر یا علی ورد وظیفہ کر

ہچکی کے آنے سے بھی پہلے نبض کے رُک جانے سے بھی پہلے  
آتی جاتی سانس کی لے پر یا علی ورد وظیفہ کر

ورد کر اپنے رب کا ہر دم بھلا کرے وہ سب کا ہر دم  
من کا ہے اَنتر مَن کا ہے منتر یا علی ورد وظیفہ کر



تو خدا و خودی کا ہے سرِ نہاں یا علیٰ یا علیٰ یا علیٰ یا علیٰ  
دم بہ دم ہے ترّاً اسم و ردِ زباں یا علیٰ یا علیٰ یا علیٰ

ممکن و واجب و باطن و ظاہر و حجت و آیت و غائب و حاضر و  
جلوۂ اوّل و آخر و درمیاں یا علیٰ یا علیٰ یا علیٰ یا علیٰ

کیا احد کیا صمد کیا عدد کیا مد کیا ابد کیا سند کیا خرد کیا بلد  
کیا زماں کیا مکاں کیا نہاں کیا عیاں یا علیٰ یا علیٰ یا علیٰ یا علیٰ

کیا نظر کیا خبر کیا سفر کیا اثر کیا ادھر کیا ادھر کیا جدھر کیا کدھر  
کیا یہاں کیا وہاں کیا جہاں کیا تہاں یا علیٰ یا علیٰ یا علیٰ یا علیٰ

کثرتِ ذکر ہے صالحیوں کی صلوة اور یہی نیت و حج و صوم و زکوٰۃ  
ہے قیام و رکوع و سجود و ازاں یا علیٰ یا علیٰ یا علیٰ یا علیٰ



ہم فقیروں کی ہے بس ریاضت یہی جاگتے سوتے ہے بس عبادت یہی  
دل کی دھڑکن میں رکھ دی ہے اپنی زباں یا علی یا علی یا علی

عشق کم پڑ گیا مستی کم پڑ گئی سجدہ کم پڑ گیا ہستی کم پڑ گئی  
کون میری جبیں اور ترا آستاں یا علی یا علی یا علی

مجھ کو جتنے ملے آپ کے رتبہ داں راز داں عاشقاں عارفاں کا ملاں  
سب ہی کہتے ملے الاماں الاماں یا علی یا علی یا علی

سوچتے ہیں یہ ہم راندہ دو جہاں آپ کا درنہ ہوتا تو جاتے کہاں  
آپ ہیں بے پناہوں کی جائے اماں یا علی یا علی یا علی

اب مصلہ بھی اشکوں سے تر ہے نوید کٹ گئی رات وقتِ سحر ہے نوید  
اب اقامت کرواٹھ کے دو اب ازاں یا علی یا علی یا علی



شکست کو جو ارادے سے توڑ دے وہ علی  
وجودِ لا کو جو ممکن سے جوڑ دے وہ علی

خدا کے بندوں تمہیں کیا خبر علی کیا ہے  
ملی ہوئی جو خدائی کو چھوڑ دے وہ علی

جو وہ کہے وہی گن ہے جو وہ کرے فیہ کون  
مڑے چدھر کو ادھر حق کو موڑ دے وہ علی

ہے جس کے قدموں کی جنبش کا نام فتحِ مبیں  
کہ جو صہیل کی کلائی مروڑ دے وہ علی

جو اپنے علم سے معلوم کا بنائے سرا  
پھر اس سرے کو جو عصمت سے جوڑ دے وہ علی

وہی علیؑ ہے جو میداں نہ چھوڑے فتح تک  
تمام مالِ غنیمت جو چھوڑ دے وہ علیؑ

نویدِ معرفتِ حق کا جو پیالہ دے  
پھر اس میں ساری صبوحیٰ نچوڑ دے وہ علیؑ



تُو خدا جیسا ہے یا تُو ہے خدا کس سے کہیں  
تُو خدا سے نہ جدا ہو تو جدا کس سے کہیں

بات ولیوں کی ولی جانیں کہ معراج کی شب  
کون ظاہر ہوا اور کون چھپا کس سے کہیں

ہم علیؑ کو کہیں اللہ کہ اللہ کو علیؑ  
تجھ میں وہ یا کہ وہ ہے تجھ میں چھپا کس سے کہیں

تو بتا گر ترے ابرو کا اشارہ یہ نہیں  
ہم فنا کس سے کہیں اور بقاء کس سے کہیں

دیکھنے والا کوئی ہو تو اُٹھے گُن کا حجاب  
خود مصوّر ہے جو تصویر بنا کس سے کہیں

تیرے ہاتھوں سے مرا مر کے جیا پھر نہ مرا  
کام کیا ہائے نصیری نے کیا کس سے کہیں

قد میں اللہ کے یہ کون سما یا ہے نوید  
پُر کیا کس نے خدا کا یہ خلا کس سے کہیں



خدا سے میں نے علیؑ کو جدا کبھی نہ کیا  
علیؑ کا ذکر بغیر خدا کبھی نہ کیا

خدا کو میں نے علیؑ سے سوا نہیں جانا  
علیؑ کو میں نے خدا سے سوا کبھی نہ کیا

خدا مرگب توحید اور ولایت ہے  
بہم کو میں نے قسم سے جدا کبھی نہ کیا

خدا کا شکر کہ میں نے کیا ہے ذکرِ علیؑ  
زباں سے اس کے سوا کچھ ادا کبھی نہ کیا

الہ کو میں نے بہ مشروطِ ”لا“ کہا ہے نوید  
بقا کو میں نے فنا سے جدا کبھی نہ کیا



مری زباں میں اسے کہتے ہیں رسولِ امیں  
کہے جو ”ہے“ تو خدا ہے کہے ”نہیں“ تو نہیں

وہ جس وجود کے سینے میں ہے امانتِ غیب  
کہو بڑی وہ امانت ہے یا بڑا ہے امیں

سوال یہ ہے وجود و شہود سے پہلے  
مکین سے ہے مکاں یا مکان سے ہے مکین

کھلا یہ اُس پہ قلندر نے جس کو دی پرواز  
نہ ہے زماں نہ مکاں ہے نہ آسماں نہ زمیں

ترا وجود مری ”ہے“ میں کس طرح آئے  
ترا وجود تو جب تھا کہ تھا نہیں بھی نہیں

O

کعبہ ہے ترا سجدہ قبلہ ہے ترا سجدہ  
 مولا ترے جلوے کا پردہ ہے ترا سجدہ

معبود ہے عابد ہے مسجود ہے ساجد ہے  
 توحید ہے آئینہ چہرہ ہے ترا سجدہ

توحید کا قد تیرے قامت کے برابر ہے  
 قامت کے برابر ہی نکلا ہے ترا سجدہ

توحید نے پائی ہے جس وقت بقا مولا  
 اُس وقت ترے خوں میں ڈوبا ہے ترا سجدہ

کافی ہے سمجھنے کو افلاک پہ تُو کیا ہے  
 جب فرش پہ اے مولا آنا ہے ترا سجدہ

میں کس سے کہوں آخر میں کس پہ کروں ظاہر  
 ہو کر ترے سجدے سے گزرا ہے ترا سجدہ



## ہے علیؑ بھی تو

ہے بلند تو ہے صبور تو  
 کہ ہے نور تو ہے ظہور تو  
 ہے غیاب تو ہے حضور تو  
 ہے ولی بھی تو ہے علیؑ بھی تو  
 ہے خفی بھی تو ہے جلی بھی تو  
 ہے مہا بھی تو ہے بی بھی تو  
 ہے کریم تو ہے رحیم تو  
 ہے مجیب تو ہے عظیم تو  
 ہے خبیر تو ہے علیم تو  
 ہے شہود تو ہے وجود تو  
 ہے سلام تو ہے درود تو  
 ہے رکوع تو ہے سجود تو  
 مری موت تو ہے حیات تو

مرا دن ہے تو مری رات تو  
 مری ذات تو ہے صفات تو  
 مری مانگ تو ہے مُراد تو  
 مرا تقویٰ تو ہے جہاد تو  
 مرا پہلا تو مرا بعد تو  
 میرا روزہ تو ہے نماز تو  
 مرا عقدہ تو مرا راز تو  
 مرا ہونا تو ہے جواز تو  
 مرا قبلہ تو مرا کعبہ تو  
 مرا حوضہ تو مرا سجدہ تو  
 مری دنیا تو مری عقبا تو  
 مرا دوست تو ہے ظہیر تو  
 کہ نظارہ تو ہے نظیر تو  
 کہ ہے امر تو ہے امیر تو  
 کہ ہے نظم تو ہے نظام تو

ہے ہمیشہ تو ہے دوام تو  
 کہ ہے خاص تو کہ ہے عام تو  
 کہ ارادہ تو ہے خیال تو  
 کہ ہے اصل تو ہے مثال تو  
 کہ جنوب تو ہے شمال تو  
 مرا شرق تو مرا غرب تو  
 مری ڈھال تو مرا حرب تو  
 مرا وار تو مری ضرب تو  
 مری نحو تو مری صرف تو  
 مری صوت تو مرا حرف تو  
 مرا شعلہ تو مری برف تو  
 مری آہ تو مری واہ تو  
 مری چشم تو ہے نگاہ تو  
 مرا آب تو ہے گیاہ تو  
 مرا سایہ تو ہے پناہ تو

مرا جادہ تو مری راہ تو  
 کہ وکیل تو ہے گواہ تو  
 مری بھوک تو مری پیاس تو  
 مرا دُور تو مرا پاس تو  
 مرا ہوش تو ہے حواس تو  
 مری نیند تو مرا خواب تو  
 ہے نزول تو ہے کتاب تو  
 ہے سوال تو ہے جواب تو  
 مری صبح تو مری شام تو  
 ہے خموشی تو ہے کلام تو  
 ہے صلوٰۃ تو ہے قیام تو  
 مرا ہا بھی تو مرا ہو بھی تو  
 مری مے بھی تو ہے سبو بھی تو  
 مری میں بھی تو مرا تو بھی تو  
 ہے احد بھی تو ہے صمد بھی تو

ہے ازل بھی تو ہے ابد بھی تو  
 ہے خرد تو ہے عدد بھی تو  
 ہے وجود تو ہے عدم بھی تو  
 مرا قول تو ہے قسم بھی تو  
 کہ زمانہ تو ہے قدم بھی تو  
 مرا غیض تو ہے غضب بھی تو  
 مرا من بھی تو ہے سبب بھی تو  
 مرا رب بھی تو مرا سبب بھی تو  
 ہے زمیں بھی تو ہے فلک بھی تو  
 مرا تک بھی تو ہے تلک بھی تو  
 مرا جلوہ تو ہے جھلک بھی تو  
 مری سمت تو ہے سفر بھی تو  
 مرا دل بھی تو ہے خبر بھی تو  
 کہ ادھر بھی تو ہے ادھر بھی تو  
 مری آنکھ تو ہے نظر بھی تو

کہ دعا بھی تو ہے اثر بھی تو  
 کہ گزر بھی تو ہے بسر بھی تو  
 ہے زماں بھی تو ہے مکاں بھی تو  
 ہے عیاں بھی تو ہے نہاں بھی تو  
 ہے یہاں بھی تو ہے وہاں بھی تو  
 مری ہے بھی تو ہے نہیں بھی تو  
 مرا شک بھی تو ہے یقین بھی تو  
 کہ مکاں بھی تو ہے مکیں بھی تو  
 مری فجر تو ہے عشاء بھی تو  
 ہے یرا بھی تو ہے ورا بھی تو  
 ہے فنا بھی تو ہے بقا بھی تو  
 ہے بہم بھی تو ہے جدا بھی تو  
 ہے صنم بھی تو ہے خدا بھی تو

هُو

یا علی اللہ ایلّیا ہو  
 جلّ جلالِ شانہ  
 تو ہی با ہے تو بسم اللہ تو ہی اقراء تو ہی قل  
 تو ہی ازل ہے تو ہی ابد ہے تو ہی جزو ہے تو ہی کل  
 قطرہ و موج و دریا ہو  
 یا علی اللہ ایلّیا ہو  
 جلّ جلالِ شانہ

تو ہی ممکن تو ہی واجب تو ہی وجود اور تو موجود  
تو ہی عبادت تو ہی عابد تو ہی عبد اور تو معبود  
مالک و ملک و بندہ ہو  
یا علی اللہ ایلیا ہو  
جل جلال شانہ

تو ہی مصحف تو ہی وحی اور تو ہی نازل تو ہی نزول  
تو ہی کن ہے توفیہ کون ہے تو ہی حاصل تو ہی حصول  
منشا مشیت ارادہ ہو  
یا علی اللہ ایلیا ہو  
جل جلال شانہ



تو ہی ولایت تو ہی رسالت تو ہی امامت تو جبریل  
تو یسین تو عرش و کرسی تو ہی قدس تو عزرائیل

عید و وعید و وعدہ ہو

یا علی اللہ ایلہا ہو

جلّ جلال شانہ

تو ہی ازاں ہے تو ہی اقامت تو ہی تشہد تو ہی صلوة  
تو ہی نیت تو ہی حج ہے تو ہی صوم اور تو ہی زکوٰۃ

فرض و فریض و فریضہ ہو

یا علی اللہ ایلہا ہو

جلّ جلال شانہ

تو ہی کرم ہے تو ہی کریم اور تو ہی اعظم تو ہی عظیم  
تو ہی آیت تو ہی نعمت تو ہی صراط المستقیم  
منہ و قبلہ و کعبہ ہو  
یا علی اللہ ایلہا ہو  
جل جلال شانہ

تو ہی جلال اور تو ہی جلیل اور تو ہی قسیم اور تو حجت  
تو ہی زہد ہے تو ہی تقویٰ تو ہی فقر ہے تو حاجت  
فقر و فقیر و فاقہ ہو  
یا علی اللہ ایلہا ہو  
جل جلال شانہ

تو ہی سبب ہے تو ہی مسبب تو محبوب اور تو ہی حجاب  
تو ہی اثر ہے تو ہی مؤثر تو ہی دعا ہے تو ایجاب  
وصل و وصال و وسیلہ ہو  
یا علی اللہ ایلماً ہو  
جلّ جلال شانہ

تو ہی زماں ہے تو ہی مکاں ہے تو ہی مقصد تو مقصود  
تو ہی شہود ہے تو ہی شاہد تو مشہود ہے تو ہی ودود  
مبدا ماوا ملجا ہو  
یا علی اللہ ایلماً ہو  
جلّ جلال شانہ

جس کو پناہ کہیں نہیں ملتی اس کو تو دیتا ہے پناہ  
 حقِّ محمدٍ و آلِ محمدٍ لا الہ الا اللہ  
 عرض و عریض و عریضہ ہو  
 یا علی اللہ ایلیا ہو  
 جلّ جلالہ شانہ

جب بھی اللہ کہنا چاہا جب بھی مولا کہنا چاہا  
 جب بھی یا علی کہنا چاہا جب بھی ایلیا کہنا چاہا  
 منہ سے نوید کے نکلا ہو  
 یا علی اللہ ایلیا ہو  
 جلّ جلالہ شانہ

## ورد

علی وحدت علی کثرت علی قدرت علی ہیبت  
 علی حجت علی آیت علی رحمت علی نعمت  
 علی صفوت علی حکمت علی غیبت علی حیرت  
 علی نسبت علی سورت علی دولت علی صولت  
 علی عصمت علی سطوت علی نصرت علی فطرت  
 علی جودت علی شوکت علی رفعت علی حرمت  
 علی منبہ علی قبلہ علی کعبہ علی سجدہ  
 علی مبدا علی ماوا علی بلجا علی مولا  
 علی دنیا علی عقبی علی اولا علی اعلیٰ  
 علی حاضر علی ناظر علی قاہر علی جابر  
 علی قادر علی نادر علی باصر علی ناصر  
 علی ذاکر علی طاہر علی صابر علی آخر  
 علی یزداں علی امکاں علی پایاں علی دوراں

علیٰ ایقان علیٰ عرفاں علیٰ پیماں علیٰ رحماں  
 علیٰ ایماں علیٰ درماں علیٰ سلطاں علیٰ جاناں  
 علیٰ موجب علیٰ یوجب علیٰ واجب علیٰ ثارب  
 علیٰ غالب علیٰ جالب علیٰ طالب علیٰ قالب  
 علیٰ غائب علیٰ نائب علیٰ صائب علیٰ وائب  
 علیٰ رافع علیٰ واسع علیٰ جامع علیٰ راکع  
 علیٰ قانع علیٰ طالع علیٰ نافع علیٰ مانع  
 علیٰ دافع علیٰ سامع علیٰ مانع علیٰ شافع  
 علیٰ کامل علیٰ عامل علیٰ عاقل علیٰ فاضل  
 علیٰ نازل علیٰ حامل علیٰ عادل علیٰ واصل  
 علیٰ ساحل علیٰ داخل علیٰ عاجل علیٰ حاصل  
 علیٰ کافی علیٰ شافی علیٰ والی علیٰ حامی  
 علیٰ مستی علیٰ ہستی علیٰ وہبی علیٰ قلبی  
 علیٰ روحی علیٰ جسمی علیٰ لحمی علیٰ دمی  
 علیٰ رازق علیٰ خالق علیٰ واثق علیٰ حاذق

علی طارق علی شارق علی فارق علی ناطق  
 علی وامق علی لائق علی فائق علی شائق  
 علی واحد علی شاہد علی حامد علی زاہد  
 علی قائد علی رائد علی بائد علی عابد  
 علی موجد علی ماجد علی واجد علی ساجد  
 علی حاکم علی عالم علی عاصم علی ناظم  
 علی قاسم علی راقم علی حاتم علی خاتم  
 علی قائم علی دائم علی صائم علی نائم  
 علی داور علی حیدر علی مظہر علی اظہر  
 علی منبر علی سرور علی جوہر علی محور  
 علی کوثر علی انصر علی یاور علی اطہر  
 علی سدرہ علی طوبی علی طہ علی شجرہ  
 علی آقا علی جہرنا علی چشمہ علی دریا  
 علی دیکھا علی سوچا علی سمجھا علی جانا  
 علی کل علی غالب علی بین ابی طالب

”خطبۃ البیان“  
”میں“

زخم کوئی بھی ہو ہر زخم کا مرہم ہے علیؑ  
”میں“ ہے وہ راز کہ جس راز کا محرم ہے علیؑ

تجھ سے اٹھے گی تجلی کہاں اے چشمِ نزار  
ہیتِ حسن میں اک طور کا عالم ہے علیؑ

وہ جو کہتا ہے کہ جب کچھ بھی نہ تھا تب میں تھا  
تھا فقط نورِ خدا جلوہ نما تب میں تھا



میں نے قائم کیے افلاک بچھائی یہ زمیں  
یہ ستارے یہ مہر و مہرے زیر نگین

یہ مکاں اپنی ہی تنہائی سے کاڑھا میں نے  
اس مکاں میں کہاں موجود کوئی مجھ سا مکین

میں ہی اوّل بھی ہوں اوسط بھی ہوں آخر بھی ہوں  
آپ باطن بھی ہوں اور آپ ہی ظاہر بھی ہوں

میں پیمبر تو نہیں نفسِ پیمبر میں ہوں  
لوحِ رجعت پہ جو ہے حرفِ ملکر میں ہوں

بہ خدا کوئی نہیں میرے برابر سرِ دہر  
اور کوئی ہے تو فقط اپنے برابر میں ہوں

کب سماتی ہے مجھ آفاق میں قامت میری  
بند ہے رازِ مشیت میں حقیقت میری

میں ید اللہ بھی ہوں سیفِ الہ بھی میں ہوں  
موجہٴ نیل بھی موسیٰ کا عصا بھی میں ہوں

میں ہی کہتا ہوں کہ میں نے کیا تخلیق جہاں  
بس فقط یہ نہیں کہتا کہ خدا بھی میں ہوں

رازِ کن رازِ ازل رازِ بقا ہے مجھ میں  
میں خدا میں نہیں موجود خدا ہے مجھ میں

میں کہ عالم میں ہوں مخلوقِ خدا پر حجت  
خشک وتر سے ہے عیاں دہر میں میری قدرت

تب ہوئے خلق یہ سارے ملک و جن و بشر  
کر لی مخلوق نے جب ہاتھ پہ میرے بیعت

مجھ سے پوشیدہ نہیں غیب کا اسرار کوئی  
چشم کے آگے نہیں ہے مرے دیوار کوئی

سِرِّ رَحْمٰنِ ہوں میں عابد و معبود ہوں میں  
لوحِ محفوظ ہوں میں شاہد و مشہود ہوں میں

میری ٹھوکر میں ہے یہ عالمِ امکانِ نبود  
برسرِ کون و مکاں ساجد و مسجود ہوں میں

میری تخلیق ہے تخلیقِ سبب سے پہلے  
اِس اندھیرے میں مرا نور ہے سب سے پہلے

صاحبِ طُور ہوں میں صاحبِ مَسْطُور ہوں میں  
مالکِ یومِ قیامتِ غَضَبِ صُور ہوں میں

میرے چہرے میں سلامت ہے خدا کا چہرہ  
کیا فنا مجھ کو کہ سرتا بہ قدم نور ہوں میں

جہاں شے کوئی نہیں ہوں میں وہاں پر موجود  
غیر غائب ہے مرا میں ہوں جہاں پر موجود

میں ہی ایمان ہوں ایماں کی جزا بھی میں ہوں  
مرضی رب بھی ہوں میں دینِ خدا بھی میں ہوں

اف رے طاقت کے اُحد میں ملی اللہ سے تیغ  
اف رے قامت کہ محمدؐ کی دُعا بھی میں ہوں

میں اسی تیغ سے باطل کو فنا کرتا ہوں  
خیر کو شر سے بہ یک ضرب جُدا کرتا ہوں

موج دیتا ہے جو دریاؤں کو وہ بھی میں ہوں  
سیپ میں دیپ جو رکھتا ہے سو وہ بھی میں ہوں

تہہ بہ تہہ سنگ میں موجود ہر اک کیڑے کو  
رزق پہنچاتا ہے ہر آن جو وہ بھی میں ہوں

کیا شجر کیا یہ حجر سب کی زباں جانتا ہوں  
شے کی ترکیب کو باطن سے میں پہچانتا ہوں

چہرہٴ غیب ہوں میں غیب کا پردہ ہوں میں  
دوش و امروز ہوں میں عرصہٴ فردا ہوں میں

ہوں وہ عالم کا تغیر کہ ہوں عالم پہ محیط  
ذرہ و کوہ ہوں میں قطرہ و دریا ہوں میں

جب کہا میں نے کہ مجھ سا ہے کوئی مجھ میں مکیں  
میری آواز پلٹ آئی نہیں کوئی نہیں

## خدا خدا علی علی علی علی خدا خدا

خدا ہے خلوتِ علی علی ہے خلوتِ خدا  
 علی ہے حجلہُ خدا خدا ہے حجلہُ علی  
 خدا ہے ہو بہ ہو علی علی ہے ہو بہ ہو خدا  
 علی ہے جلوۂ خدا خدا ہے جلوۂ علی  
 خدا کا اسم ہے علی علی کا اسم ہے خدا  
 علی ہے پردۂ خدا خدا ہے پردۂ علی  
 خدا علی کا مرکزہ علی خدا کا مرکزہ  
 علی ہے منبۂ خدا خدا ہے منبۂ علی  
 خدا علی کا آئینہ علی خدا کا آئینہ  
 علی ہے چہرۂ خدا خدا ہے چہرۂ علی  
 خدا علی کی ہے صلواتِ علی خدا کی ہے صلواتِ  
 علی ہے سجدۂ خدا خدا ہے سجدۂ علی  
 خدا علی کا ہے سرا علی خدا کا ہے سرا

علیٰ ہے رتبہ خدا خدا ہے رتبہ علیٰ  
 خدا ہے حجت علیٰ علیٰ ہے حجت خدا  
 علیٰ ہے آیہ خدا خدا ہے آیہ علیٰ  
 خدا فضیلت علیٰ علیٰ فضیلت خدا  
 علیٰ ہے سایہ خدا خدا ہے سایہ علیٰ  
 خدا علیٰ کا عکس ہے علیٰ خدا کا عکس ہے  
 علیٰ ہے جملہ خدا خدا ہے جملہ علیٰ  
 خدا علیٰ کی منیت علیٰ خدا کی منیت  
 علیٰ ہے لہجہ خدا خدا ہے لہجہ علیٰ  
 خدا علیٰ کا ہے مکیں علیٰ خدا کا ہے مکیں  
 علیٰ ہے قریہ خدا خدا ہے قریہ علیٰ  
 خدا علیٰ کی مثل ہے علیٰ خدا کی مثل ہے  
 علیٰ ہے کعبہ خدا خدا ہے کعبہ علیٰ  
 خدا علیٰ کی ہے خبر علیٰ خدا کی ہے خبر  
 علیٰ ہے حوضہ خدا خدا ہے حوضہ علیٰ

خدا علیٰ کی ہے طلب علیٰ خدا کی ہے طلب  
 علیٰ ہے کاسہ خدا خدا ہے کاسہ علیٰ  
 خدا علیٰ کا نقش ہے علیٰ خدا کا نقش ہے  
 علیٰ ہے سکہ خدا خدا ہے سکہ علیٰ  
 خدا کی اصل ہے علیٰ علیٰ کی اصل ہے خدا  
 علیٰ ہے زمرہ خدا خدا ہے زمرہ علیٰ  
 خدا کا ذکر ہے علیٰ علیٰ کا ذکر ہے خدا  
 علیٰ ہمیشہ خدا خدا ہمیشہ علیٰ  
 خدا علیٰ کی کیمیا علیٰ خدا کی کیمیا  
 علیٰ خمیرہ خدا خدا خمیرہ علیٰ  
 خدا علیٰ کی فطر ہے علیٰ خدا کی فطر ہے  
 علیٰ وطیرہ خدا خدا وطیرہ علیٰ  
 خدا علیٰ کا زاویہ علیٰ خدا کا زاویہ  
 علیٰ اشارہ خدا خدا اشارہ علیٰ



خدا ہے منزلِ علیؑ علیؑ ہے منزلِ خدا  
 علیؑ ہے جادۂ خدا خدا ہے جادۂ علیؑ  
 خدا کی دید ہے علیؑ علیؑ کی دید ہے خدا  
 علیؑ نظارۂ خدا خدا نظارۂ علیؑ  
 خدا سے ہے علیؑ علیؑ علیؑ سے ہے خدا خدا  
 علیؑ ہے شہرۂ خدا خدا ہے شہرۂ علیؑ  
 خدا علیؑ سے منکشف علیؑ خدا سے منکشف  
 علیؑ خزانۂ خدا خدا خزانۂ علیؑ  
 خدا کی ہے رضا علیؑ علیؑ کی ہے رضا خدا  
 علیؑ ارادۂ خدا خدا ارادۂ علیؑ  
 خدا خدا علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ خدا خدا  
 علیؑ اعادۂ خدا خدا اعادۂ علیؑ  
 خدا علیؑ کا پیرہن علیؑ خدا کا پیرہن  
 علیؑ لبادۂ خدا خدا لبادۂ علیؑ

خدا کا نور ہے علی علی کا نور ہے خدا  
 علی ہے پارہ خدا خدا ہے پارہ علی  
 خدا علی کی انتہاء علی خدا کی انتہاء  
 علی ہے درجہ خدا خدا ہے درجہ علی  
 خدا علی کی ہے کشید علی خدا کی ہے کشید  
 علی پیالہ خدا خدا پیالہ علی  
 خدا علی سے متصل علی خدا سے متصل  
 علی حوالہ خدا خدا حوالہ علی  
 خدا علی کا ہے احد علی خدا کا ہے احد  
 علی یگانہ خدا خدا یگانہ علی  
 خدا علی کی شکل میں علی خدا کی شکل میں  
 علی زمانہ خدا خدا زمانہ علی  
 خدا علی کا لحن ہے علی خدا کا لحن ہے  
 علی ترانہ خدا خدا ترانہ علی

خدا کی طرح ہے علیؑ کی طرح ہے خدا  
 علیؑ نمونہ خدا خدا نمونہ علیؑ  
 خدا علیؑ کی زیب و زین علیؑ خدا کی زیب و زین  
 علیؑ ہے جبہ خدا خدا ہے جبہ علیؑ  
 خدا علیؑ کا پیچ ہے علیؑ خدا کا پیچ ہے  
 علیؑ عمامہ خدا خدا عمامہ علیؑ  
 خدا علیؑ کا جامعہ علیؑ خدا کا جامعہ  
 علیؑ ہے جامہ خدا خدا ہے جامہ علیؑ  
 خدا علیؑ کا ناز ہے علیؑ خدا کا ناز ہے  
 علیؑ ہے طرہ خدا خدا ہے طرہ علیؑ  
 خدا کا دیں علیؑ کا دیں علیؑ خدا کا دیں  
 علیؑ طریقہ خدا خدا طریقہ علیؑ  
 خدا ملا علیؑ ملا علیؑ ملا خدا ملا  
 علیؑ وسیلہ خدا خدا وسیلہ علیؑ  
 خدا خدا علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ خدا خدا

## مولا مولا کیا مولا مولا کیا

مجھ سے پوچھا کسی نے کبھی جو نوید  
 آکے دنیا میں تم نے کہو کیا کیا  
 میں نے بھی مست ہو کر یہ اس سے کہا  
 مولا مولا کیا مولا مولا کیا

میں نے بھی وہ کیا جو خدا نے کیا  
 جو خدا نے کیا مصطفیٰ نے کیا  
 مصطفیٰ نے کیا اولیاء نے کیا  
 مولا مولا کیا مولا مولا کیا

جلوۂ سدرۃ المنتہیٰ مل گیا  
 مجھ کو شکلِ علیؑ میں خدا مل گیا  
 اور جب ہر سرے کا سرا مل گیا  
 مولا مولا کیا مولا مولا کیا

اور جب مجھ کو میرا پتا مل گیا  
 اور جب مجھ کو رازِ فنا مل گیا  
 اور جب عرش کا راستا مل گیا  
 مولا مولا کیا مولا مولا کیا

جب مرے سامنے تھا وہ عرشِ علا  
 مجھ پہ کعبے کا دروازہ اُس دم کھلا  
 میں نے دہلیز پر کر کے سجدہ ادا  
 مولا مولا کیا مولا مولا کیا

کون ہے یہ خفی کون ہے یہ جلی  
 کون ان میں خدا کون ان میں علیؑ  
 جب یہ پردہ اٹھا میں نے بے ساختہ  
 مولا مولا کیا مولا مولا کیا

جب مرے عشق نے کر دیا مجھ کو مست  
یومِ دیں سے جُڑا آ کے یومِ الست  
طے ہوا جب بہ یک جست یہ فاصلہ  
مولا مولا کیا مولا مولا کیا

جب کہا مرضیٰ جب سنا مرضیٰ  
جب لکھا مرضیٰ جب پڑھا مرضیٰ  
یا قصیدہ کہا یا قصیدہ سنا  
مولا مولا کیا مولا مولا کیا

ہاں سفرِ در سفر رہگزر رہگزر  
جب گئے عرش پر آئے جب فرش پر  
مولا مولا کیا مولا مولا کیا  
مولا مولا کیا مولا مولا کیا

زندگی وقت کے ساتھ چلتی رہی  
رات نے جاگ کر اس کی تسبیح کی  
دن نے گلیوں میں سورج کا کاسہ اٹھا  
مولا مولا کیا مولا مولا کیا

## یاد سے یاد ہے یا علیٰ یا علیٰ یا علیٰ

جب نہیں بھی نہیں تھا تو پھر ”میں“ جو تھا کون تھا  
یاد سے یاد ہے یا علیٰ یا علیٰ یا علیٰ

امرِ تخلیق سے کس نے تھا کُن کو پیدا کیا  
یاد سے یاد ہے یا علیٰ یا علیٰ یا علیٰ

غیب رہ کر تھا کس نے کیا ”میں“ کو ”تو“ ”تو“ کو ”میں“  
غیب کو کس نے اپنی حضوری سے حاضر کیا  
یاد سے یاد ہے یا علیٰ یا علیٰ یا علیٰ

سیدہ، طیبہ، طاہرہ، مرضیہ، راضیہ  
کس کا یہ اولِ ورد تھا آخرِ ورد تھا  
یاد سے یاد ہے یا علیٰ یا علیٰ یا علیٰ



یا علیٰ یا علیٰ یا علیٰ یا علیٰ یا علیٰ  
وہ خزانہ جو پوشیدہ تھا کیسے ظاہر ہوا  
یاد سے یاد ہے یا علیٰ یا علیٰ یا علیٰ

آپ تھے، آپ ہیں، آپ ہی ہوں گے موجود پھر  
کیا نہ تھا تھا تو کیا، ہے تو کیا، اور ہوگا تو کیا  
یاد سے یاد ہے یا علیٰ یا علیٰ یا علیٰ

خلق جس دم ہوئے عقل و علم و قلم اور روح  
جس گھڑی لوح لکھی گئی عرش قائم ہوا  
یاد سے یاد ہے یا علیٰ یا علیٰ یا علیٰ

جس گھڑی خاک سے پہلے آدم کا پتلا بنا  
جس گھڑی امر آدم کے سینے میں پھونکا گیا  
یاد سے یاد ہے یا علیٰ یا علیٰ یا علیٰ

پوچھتے ہو مری شاعری کا خلاصہ نوید  
زندگی بھر لکھا تب کہیں ایک مصرعہ کہا  
یاد سے یاد ہے یا علیٰ یا علیٰ یا علیٰ

## دستِ خدا ہاتھ آیا ہے

جس دن سے علیؑ کو پایا ہے اللہ مرا ہمسایہ ہے

اس در سے سخاوت پائی ہے اس در سے ولایت پائی ہے  
جب کی اس در پہ گدائی ہے تب دستِ خدا ہاتھ آیا ہے

تب اُس کو ملی خلعت واپس تب اُس کو ملی جنت واپس  
جب اس دروازے پر آ کر آدمؑ نے سر کو جھکایا ہے

جانے یہ علیؑ جانے یہ خدا کیا حدِ علیؑ کیا حدِ خدا  
یہ پردہ اٹھا ہے کس سے مگر یہ پردہ کس نے اٹھایا ہے

یہ میں سے ہوا ہے ”تُو“ ظاہر یا تُو سے ہوئی ہے ”میں“ ظاہر  
یہ کس نے کس کو کیا ظاہر یہ کس نے کس کو چھپایا ہے

جو جلوہ بھی ہے مجبئی بھی جو سجدہ بھی ہے تجبئی بھی  
وہ وزن علیؑ ہی کا ہے نوید جو وزن علیؑ نے اٹھایا ہے

## علی ولی کا ظہور

ہے آج تیرہ رجب، ہے علی ولی کا ظہور  
 خرید و مرضی رب ہے علی ولی کا ظہور

یہ لمحہ گن سے ہے بڑھ کر اگر کوئی سمجھے  
 قبولیت کا ہے وا در اگر کوئی سمجھے  
 ہے وقتِ نیمہ شب ہے علی ولی کا ظہور

علی کے رندو تمہیں آج مے کشی کی قسم  
 کہ ایک قطرہ نہ چھلکے نہ ایک قطرہ ہو کم  
 یہی ہے شرطِ ادب ہے علی ولی کا ظہور

علی کے نام کی سب سنگ سنگ پی رہے ہیں  
 پلا رہے ہیں قلندر، مانگ پی رہے ہیں  
 سبھی ہیں جام بہ لب ہے علی، ولی کا ظہور

وہ جس جہانِ مسبب کو تھی تلاشِ سبب  
تھا جس کا خانہ کعبہ کو انتظار وہ رب  
ہے وہ نزولِ سبب ہے علیؑ ولی کا ظہور

چمک رہا ہے جو یہ خاورِ ابوطالبؑ  
گھلا ہوا ہے ہر اک پر درِ ابوطالبؑ  
کرو جو چاہو طلب ہے علیؑ ولی کا ظہور

حرارت اور یہ حرکت یہ مادہ یہ وقت  
نہ ہوتا ان کا ارادہ تو کچھ نہ تھا یہ وقت  
جہاں میں جو بھی ہے سب ہے علیؑ ولی کا ظہور

نہ گھلتا اہلِ طریقت پہ راز ہونے کا  
علیؑ نہ ہوتے تو کیا تھا جواز ہونے کا  
جہانِ کن کا سبب ہے علیؑ ولی کا ظہور

تمام ہوگئی نعمت یہ دیں تمام ہوا  
 تمام سلسلہ مرسلین تمام ہوا  
 سب آچکے ہیں اور اب ہے علیؑ ولی کا ظہور

علیؑ کی شکل میں آخر مجھے ملا معبود  
 مرا قیام یہ میرا رکوع میرا سجود  
 ہے جس کے دم سے یہ سب ہے علیؑ ولی کا ظہور

ظہور جس کا کہ مظلوم کے لئے ہے نوید  
 غموں کے باب میں مغموم کے لئے ہے نوید  
 کہ ظالموں پہ غضب ہے علیؑ ولی کا ظہور

## غدیر

اے کائناتِ گن ترا حاصل غدیر ہے  
یومِ اُلت تیرے مماثل غدیر ہے

یہ ہے وہ یوم جس میں کہ نعمت ہوئی تمام  
تکمیلِ دیں کے ساتھ رسالت ہوئی تمام  
کل انبیاء کی محنتِ کامل غدیر ہے

ہے جو نہیں سے پہلے خبر اُس کی ہے غدیر  
ہے قدر جس کی لیلِ سحر اُس کی ہے غدیر  
ہر حاصلِ خدا کا محاصلِ غدیر ہے

ممکن کو جس نے کر دیا واجب یہ ہے وہ دن  
مطلبِ خود آپ جس کا ہے طالب یہ ہے وہ دن  
جس نے کیا ہے نور سے واصلِ غدیر ہے

مستور جس میں وجہ جلالِ مآب ہے  
 جس کی مہارِ دستِ رسالتِ مآب ہے  
 میدانِ خم کے بیچ وہ محملِ غدیر ہے

جس پر مرا قیامِ نظامِ حیات ہے  
 جس پر مرا دوامِ نظامِ حیات ہے  
 دھڑکن ہے یا علیٰ کی صدا دلِ غدیر ہے

توحید کو ملی ہے ولایت جہاں نوید  
 کی ہے ہر ایک روح نے بیعت جہاں نوید  
 آغاز کے سفر کی وہ منزلِ غدیر ہے



یہ کیا ماجرا ہے یہ کیا ماجرا ہے  
یہ دل سوچتا ہے یہ دل کھوجتا ہے  
یہ کیا ماجرا ہے یہ کیا ماجرا ہے

حجابوں کے اندر حجابوں سے باہر  
نقابوں کے اندر نقابوں سے باہر  
خدا یا علی ہے علی یا خدا ہے  
یہ کیا ماجرا ہے یہ کیا ماجرا ہے

وہ پنہاں یہ پیدا وہ باطن یہ ظاہر  
وہ جلوہ یہ پردہ، وہ اوّل یہ آخر  
وہ اس میں چھپا ہے یہ اُس میں چھپا ہے  
یہ کیا ماجرا ہے یہ کیا ماجرا ہے

وہ لا ابتداء ہے یہ لا انتہاء ہے  
وہ اس کا سرا ہے یہ اُس کا سرا ہے  
نہ اس کا پتہ ہے نہ اُس کا پتہ ہے  
یہ کیا ماجرا ہے یہ کیا ماجرا ہے

یہ کس کی زباں سے خدا بولتا ہے  
یہ کس کا ہے لہجہ یہ کس کی صدا ہے  
چھپا کون ہے کون ظاہر ہوا ہے  
یہ کیا ماجرا ہے یہ کیا ماجرا ہے

یہ عصمت کی وحدت، خدا کی حقیقت  
ولی کی صفت انبیاء کی حقیقت  
خدا کی قسم بس علیؑ جانتا ہے  
یہ کیا ماجرا ہے یہ کیا ماجرا ہے

وہ ہو کبریا یا کہ ہوں وہ پیمبرؐ  
ہوں شہیرؑ و شہیرؑ کہ ہوں وہ قلندرؑ  
ہے ان کے سوا کون جس پر کھلا ہے  
یہ کیا ماجرا ہے یہ کیا ماجرا ہے

جسے اپنے بستر پہ آئے سُلا کر  
 فلک پر یہ دیکھا محمدؐ نے آ کر  
 وہاں جو علیؑ تھا یہاں وہ خدا ہے  
 یہ کیا ماجرا ہے یہ کیا ماجرا ہے

بہت دور سے مل کے یہ سوچتا ہے  
 یہ دل نور سے مل کے یہ سوچتا ہے  
 خدا سے ملا یا علیؑ سے ملا ہے  
 یہ کیا ماجرا ہے یہ کیا ماجرا ہے

یہ کعبے کی دیوار میں در بنا کے  
 گھر اپنا سمجھ کر یہ گھر میں خدا کے  
 خدا تو نہیں ہے یہ کون آرہا ہے  
 یہ کیا ماجرا ہے یہ کیا ماجرا ہے

فقط مست ہو کر قصیدہ سنانا  
 نوید اس سے پردہ نہ ہرگز اٹھانا  
 یہ کس کا قلم ہے کس کی صدا ہے  
 یہ کیا ماجرا ہے یہ کیا ماجرا ہے

”مِلا ہے سجدے میں“

یہ کون سجدہ کسے کر رہا ہے سجدے میں  
کسی کا بندہ کسی کا خدا ہے سجدے میں

وہ ہے نماز میں یا اُس کو پڑھ رہی ہے نماز  
خدا نما ہے کہ بندہ نما ہے سجدے میں

یہ ہے دو طرفہ تقاضائے سجدہ تعظیم  
علیٰ ہیں سجدے میں یاں واں خدا ہے سجدے میں

ہے کون ساجد و مسجود و عابد و معبود  
خدا و بندہ تو گم ہو گیا ہے سجدے میں

قسم خدا کی علیٰ سے ملا اسی کو خدا  
خدا سے جس کو علیٰ مل گیا ہے سجدے میں

## بالفعل علی ہے

ان دونوں کے مابین یہ نسبت ازلی ہے  
اللہ ہے بذات تو بالفعل علی ہے

ہم صورت و ہم منصب و ہم رشتہ و ہم رنگ  
اُس جیسا نہیں ہے تو یہ کیوں اُس کا ولی ہے

ان دونوں سے آباد ہیں توحید کے پہلو  
ہے ان میں خفی ایک تو ایک ان میں جلی ہے

دونوں ہی ہیں اک دوسرے کا ظاہر و باطن  
یعنی علی اللہ ہے اللہ علی ہے

کچھ بحث نہیں سرمد و لاہوت سے لیکن  
پہنچے گی کہاں جانے جو بات چلی ہے

## سجدہ کم ہے

اے مرے رب تری تعظیم کو سجدہ کم ہے  
حق تو یہ ہے کہ مرے طوف کو کعبہ کم ہے

یا علیٰ کم ہے قیام ہائے علیٰ کم ہے رکوع  
کم ہے تسبیح ہر اک ورد و وظیفہ کم ہے

کس سے ظاہر کروں دیوانگی عشقِ علیٰ  
میں وہ قطرہ ہوں کہ جس کے لیے دریا کم ہے

ایک تو ہے کہ جو ہے ہونے نہ ہونے سے بلند  
ایک میں ہوں کہ جسے ہونا نہ ہونا کم ہے

کیسے ممکن ہو بھلا تیرا مکمل دیدار  
حسرتِ دید کو جب آنکھ کا گھلنا کم ہے

## منقبت

دل و نظر کی گرہ کھولنا سکھایا ہے  
علیٰ ہے جس نے مجھے سوچنا سکھایا ہے

علیٰ ہے جس نے کیا مجھ کو بتلائے جنوں  
علیٰ ہے جس نے جنوں کھینچنا سکھایا ہے

علیٰ ہے جس نے حوالے کیا ہے موجوں کے  
علیٰ ہے جس نے مجھے تیرنا سکھایا ہے

علیٰ ہے جس نے معطل کیے ہیں میرے حواس  
علیٰ ہے جس نے مجھے سیکھنا سکھایا ہے

علیٰ ہے جس نے کہ آنکھوں پہ رکھ دیے ہیں ہاتھ  
علیٰ ہے جس نے مجھے دیکھنا سکھایا ہے



علیٰ ہے جس نے پہیلی کیا ہے ہونے کو  
 علیٰ ہے جس نے مجھے بوجھنا سکھایا ہے

علیٰ ہے جس نے کہ خاموش کر دیا ہے مجھے  
 علیٰ ہے جس نے مجھے بولنا سکھایا ہے

## منقبت

نہ وہ خدا ہے نہ بندہ ہے کیا نہ کیونکر ہے  
علیٰ کے باب میں خاموش رہنا بہتر ہے

خدا و بندہ علیٰ کی نہیں ہے عقل کی حد  
وہ حد میں کیسے سمائے کہ حد سے باہر ہے

ہے غیب اُسی کا حضور اور حضور اُسی کا ہے غیب  
وہی حجاب ہے اُس کا جو اُس کا پیکر ہے

خدا کی ذات ہی ذاتِ علیٰ کا ہے مرکز  
علیٰ کی ذات ہی ذاتِ خدا کا محور ہے

مرے سوال میں ہی میری لاجوابی ہے  
جو خامشی مری سمجھو بیاں سے بڑھ کر ہے

وہ عرش پر ہو کہ ہو فرش پر رسن بہ گلو  
قسم خدا کی سلونی ہی اُس کا منبر ہے

کسو جو پیچ تو ہے یہ علی کا عمامہ  
جو پیچ کھولو یہ چادر کسا کی چادر ہے

علی کے تشنہ کہاں ہیں صدا دو اُن کو نوید  
کہ یہ کلام ہی پیاسوں کو آبِ کوثر ہے

## علیؑ وارث ہے

ہے یہ اللہ کا پیغام علیؑ وارث ہے  
خسک و تر کا سحر و شام علیؑ وارث ہے

میں نہ واغظ ہوں، نہ مُلا ہوں، نہ ناصح ہوں، نہ شیخ  
مجھ کو جنت سے ہے کیا کام علیؑ وارث ہے

یعنی نکلا ہوں میں دوزخ کو بنانے جنت  
چاہے اب جو بھی ہو انجام علیؑ وارث ہے

لے اڑوں چاہے پروں پر میں جہانِ سرمد  
چاہے آجاؤں تہہ دام علیؑ وارث ہے

مے کشوں میں سرِ فہرست ہو چاہے مرا نام  
چاہے ہو جاؤں میں گمنام علیؑ وارث ہے

چاہے اب خود ہو خداوند خریدار مرا  
چاہے پک جاؤں میں بے دام علی وارث ہے

جہاں اترے ہیں مرے نفس پہ تقویٰ و فُجور  
ہے وہیں نفس پہ الہام علی وارث ہے

تیری تسبیح سے باہر ہے مری مے کا حساب  
بیٹھ کر گنتا ہے کیا جام علی وارث ہے

اب کہیں بھی ہو مری صُبح کہ وارث ہے علی  
اب کہیں بھی ہو مری شام علی وارث ہے

مجھ کو درپیش سفر عالم ”ھُو“ کا ہے نوید  
ہے یقین مجھ کو کہ ہر گام علی وارث ہے

## منقبت

ختم ہو گیا کارِ انبیا آگئی غدیر  
تھا اس عید کا منتظر خدا آگئی غدیر

ہر زمان میں ، ہر مکان میں ، ہر جہان میں  
بس علیؑ علیؑ گوئیں لگا آگئی غدیر

کون بحر و بر ، کون خشک و تر ، کون دشت و در  
ہر طرف سے ہے ایک ہی صدا آگئی غدیر

مردنی گئی ، بے کسی گئی ، تیرگی گئی  
طاقِ سردی میں دیا جلا آگئی غدیر

ایک ہو گئے نازل و نزول حاصل و حصول  
مل گیا خدا کو اپنا مدعا آگئی غدیر

تھا یہی علیؑ، ہے یہی علیؑ، ہو گا یہ علیؑ  
کھولنے کو یہ سارا ماجرا آگئی غدیر

علیؑ علیؑ ہوا ولی ولی ہوا جلی جلی ہوا  
آج تو خدا ہو گیا خدا آگئی غدیر

حجّتِ خدا ہو گئی تمام بحرِ خاص و عام  
فقر کا ہوا جاری سلسلہ آگئی غدیر

مثل ہو گیا آج خودِ مثلِ آگئی دلیل  
اے نویدِ اٹھا ساغرِ ولا آگئی غدیر

## غدیر

حجاب رُخ سے اُٹھانے غدیر آئی ہے  
تمہیں خُدا سے ملانے غدیر آئی ہے

کیا تھا رُحوں نے وعدہ جو رب سے یومِ الست  
وہ وعدہ یاد دلانے غدیر آئی ہے

خُدا کے حکم پہ پردہ اُٹھا کے غیبت کا  
علیٰ کو سامنے لانے غدیر آئی ہے

یہ کہہ رہی ہے مُسلسل علیٰ علیٰ کی صدا  
خدا کا چہرہ دکھانے غدیر آئی ہے

خدا ہے جس کا بلا نوش وہ مئے وحدت  
ہر اک بشر کو پلانے غدیر آئی ہے



کسی سے پھر نہیں کہنا ہمیں نہیں معلوم  
خدا ہے کون بتانے غدیر آئی ہے

جلیں گے جس سے ہزاروں دیے ولایت کے  
وہ اک چراغ جلانے غدیر آئی ہے

خدا کی بات اُسی پر کھلی کہ جس پہ کھلا  
خدا کی بات بنانے غدیر آئی ہے

بس ایک ذاتِ علیؑ ہے جو گن کا محور ہے  
یہ مژدہ سب کو سنانے غدیر آئی ہے

خدا نے رکھے تھے اس دن کے واسطے جو نوید  
وہ سب خزانے لٹانے غدیر آئی ہے

## منقبت

تشنہ تھا میں نے کی جو صدا یا علی مدد  
ساقی نے بھر کے جام کہا یا علی مدد

کس نے کہا ظروف ہیں پیمانے ظرف کے  
ساقی نہ گن پیالے پلا یا علی مدد

اک وقت خاص آیا بلاوا جو عرش سے  
میں فرش پر سے کہہ کے اٹھا یا علی مدد

بھرتا رہا اڑان میں بھرتا رہا اڑان  
دیتا رہا صدا پہ صدا یا علی مدد

جو دُور سے بھی دُور تھا نزدیک آ گیا  
کس نے قریب سے یہ کہا یا علی مدد

اس راز سے بھی پردہ اٹھا اے مرے خدا  
تُو نے ہے گُن کہا کہ کہا یا علی مدد

جب ہاتھ پاؤں رہ گئے پرواز تب ملی  
جب دل اُجڑ گیا تو بسا یا علی مدد

جس نے سُنا وہ آ گیا دھمّال ڈالنے  
گزرا جدھر سے کہتا ہوا یا علی مدد

آنا اگر ہے آ تجھے جانا اگر ہے جا  
میرا سلام میری دعا یا علی مدد

غم ہو خوشی ہو ایک ہی ہے کیفیت نوید  
مستوں کی ایک ہی ہے صدا یا علی مدد

## منقبت

میں ہوں فقیر میری صدا یا علی مدد  
دھونی مری چراغ مرا یا علی مدد

پرواز میری دیکھ مرے دست و پانہ دیکھ  
ہے میری بیڑی میرا کڑا یا علی مدد

تجھ کو سلامتی ملی مستی مجھے ملی  
تجھ کو سلام مجھ کو ملا یا علی مدد

مَت پوچھ سیرِ عرش مُڑا میں جدھر جدھر  
آئی اُدھر اُدھر سے صدا یا علی مدد

آتا ہوں کب میں دائرہ مہر و ماہ میں  
ہے میرا ورد صبح و مَسا یا علی مدد

میرا پتا نہ پوچھ کہ مستی میں مست ہوں  
مت پوچھ مجھ سے نامِ مرا یا علیٰ مدد

امکان میں نہ ڈھونڈ نہ کروہم میں تلاش  
اے عقل ہے خدا کا سرا یا علیٰ مدد

بس یا علیٰ مدد ہے بہار و خزاں کا ورد  
بر ہر لبِ فنا و بقا یا علیٰ مدد

میں نے تو بس بسا لیا دھڑکن میں یا علیٰ  
سانسوں سے میں نے باندھ لیا یا علیٰ مدد

کس کو لگی صدائے فقیرانہ کی خبر  
میری صدا کے پیچھے ہے کیا یا علیٰ مدد

دُنیا اُچھالتی رہی افلاک پر کمند  
میں ایک ورد کرتا رہا یا علیٰ مدد

ہے پُوچھنا جو مجھ سے مرا اختیار پوچھ  
کیا پُوچھتا ہے مجھ سے ہے کیا یا علیٰ مدد

میں نے اسے لگا لیا سینے سے اے نوید  
جس نے بھی مست ہو کے کہا یا علیٰ مدد

## منقبت

حاصلِ آگہی جب خُدا رہ گیا  
ہے علیٰ کون میں سوچتا رہ گیا

دل نے سوچا ادھر ہے خُدا یا علیٰ  
ایک پردے کا جب فاصلہ رہ گیا

ڈھونڈ لوں گا میں فرقِ خُدا و علیٰ  
میرا دعویٰ دھرے کا دھرا رہ گیا

کیا کسی کو ملا ہے علیٰ کا سرا  
میں ہر اک سے یہی پوچھتا رہ گیا

میں پڑا تھا درِ مُرتضیٰ پر جہاں  
اب وہاں ایک روشن دیا رہ گیا

میں تو مل آیا اپنے علیٰ سے نوید  
اور زمانہ خُدا ڈھونڈتا رہ گیا

## مالکِ اشتر کی نیاز

نعمتِ کون و مکاں مالکِ اشتر کی نیاز  
دولتِ ہر دو جہاں مالکِ اشتر کی نیاز

صدقہٴ خوانِ تُو من گفت کہ خوانِ جنت  
شربتِ حوضِ جناں مالکِ اشتر کی نیاز

پھر کروں گا میں بیاں منزلتِ عشقِ علیؑ  
پہلے چکھ لے یہ زباں مالکِ اشتر کی نیاز

خود کو کر لیتا ہے جو عشقِ علیؑ میں بیباک  
اُس کو ملتی ہے میاں مالکِ اشتر کی نیاز

ہے کرم ان کا جو ہاتھ آئی ہے میرے ورنہ  
میں کہاں اور کہاں مالکِ اشتر کی نیاز



دیکھ بٹتا ہے کہاں عشقِ ولایت کا رزق  
دیکھ ہوتی ہے کہاں مالکِ اشتر کی نیاز

اسی باعث تو ہے ہر ایک بشارت اُن کی  
لقمہٗ خوش خبراں مالکِ اشتر کی نیاز

جب یہ دل سوچتا ہے نذرِ دلائے کس کی  
عشق کہتا ہے کہ ہاں مالکِ اشتر کی نیاز

جاری کرتا ہوں اسی نذر کو میں بعدِ نماز  
دیتا ہوں قبلِ ازاں مالکِ اشتر کی نیاز

بزم ہوتی ہے جہاں ذکرِ علیؑ کی برپا  
پہلے ہوتی ہے وہاں مالکِ اشتر کی نیاز

عالمِ سردی و لم یزلی ہوتا ہے  
 خود ہی ہوتا ہے خفی خود ہی جلی ہوتا ہے  
 وہ جو رُک جائے علیٰ پر اُسے کہتے ہیں خُدا  
 جو گزر آئے خدا سے وہ علیٰ ہوتا ہے

لا ڈھونڈ رہے ہیں کہ الہ ڈھونڈ رہے ہیں  
 صدیوں سے خبر ہی نہیں کیا ڈھونڈ رہے ہیں  
 یہ حُبِ خداوند ہے یا بغضِ علیٰ ہے  
 مل کر بھی علیٰ سے جو خُدا ڈھونڈ رہے ہیں